عدالتِ عظمیٰ کی خدمت میں

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

عدالت عظمیٰ کی خدمت میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی :

پاکستان کی عدالت عظمیٰ میں ۳۰ جنوری ۹۳ء سے ۳ فروری ۹۳ء تک امتناع قادیانیت آرڈی نینس مجریہ ۲۵ اپریل ۸۴ء کے خلاف قادیانیوں کی دائر کردہ اپیلیں زیر سماعت رہیں، قادیانیوں نے عدالت عظمیٰ میں یہ موقف اختیار کیا کہ زیر بحث قانون، آئین پاکستان میں دی گئی مذہبی آزادی کے خلاف ہے اس لئے اس کو کالعدم قرار دیا جائے۔ عدالت نے مسلسل پانچ دن فریقین کے دلائل سننے کے بعد فیصلہ محفوظ کر لیا۔ تاہم دونوں طرف کے وکلا اور علماء کرام سے کہا کہ وہ چاہیں تو اپنے مزید دلائل تحریری طور پر عدالت میں پیش کر سکتے ہیں۔

جناب عالی! "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" کی جانب سے درج ذیل حقائق عدالت عظمیٰ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے درخواست کرتا ہوں کہ اس نازک اور حساس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا گہری نظر سے مطالعہ فرما کر "قانون امتناع قادیانیت" کو بحال رکھا جائے، جیسا کہ وفاقی شرعی عدالت نے اس کو بحال رکھا ہے۔

ملک کے دستور کے تحت قادیانی غیر مسلم قرار دیئے جا چکے ہیں۔ اس فیصلے کے باوجود جب قادیانی کھلے بندوں شعائر اللہ اور شعائر اسلام اپنا کر خود کو مسلمان ظاہر کرتے رہے تو قانون امتناع قادیانیت کا نفاذ ہوا اور قادیانیوں کی اس دانستہ منصوبہ بندی کے تحت جاری خلاف قانون حرکات پر قانونی پکڑ شروع ہوئی۔

وفاقی شرعی عدالت، لاہور ہائی کورٹ اور بلوچستان ہائی کورٹ کے تفصیلی فیصلے ریکارڈ پر موجود ہیں۔ بنیادی حقوق کو رنگ آمیزی سے آڑ بناتے ہوئے قادیانیوں نے یہ معاملہ فنی نکات کا معاملہ بنا کر اس معزز عدالت میں پیش کیا اور اپیل دائر کرنے کی خصوصی اجازت ملنے کے بعد معزز عدالت کے فیصلے کو آڑ بنا کر ماتحت عدالتوں میں زیر سماعت تمام مقدمات آئینی درخواستوں وغیرہ کی کارروائی رکوادی۔ اس طرح

۱۹۸۴ء سے اس قانون کو عملاً "غیر موثر بنا کر رکھ دیا۔ فاضل عدالت نے کرمنل پٹیشن ۲۷۸۔ ایل برائے سال ۱۹۹۲ء میں ضمانت کی منظوری کا جو فیصلہ دیا اسے بھی نہ صرف اخبارات میں غلط انداز میں چھپوا کر سپریم کورٹ کے حوالے سے یہ تاثر دیا کہ سپریم کورٹ نے قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔ (اخبارات کے تراشے منسلک ہیں) بلکہ اس فیصلہ کی بنیاد پر سندھ ہائی کورٹ کراچی میں آئینی درخواست نمبر ۲۶۷ ۳ سال ۹۲ سماعت کے لئے منظور کرائی اور ماتحت عدالت کی کارروائی رکوادی۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ شعائر اللہ اور شعائر اسلام کا قرآن اور سنت کی روشنی میں جائزہ لیا جائے۔

شعائر اللہ اور شعائر اسلام سے کیا مراد ہے؟

جناب عالی! زیر بحث قانون میں جن چیزوں کا استعمال قادیانیوں کے لئے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ان کا تعلق "اسلامی شعائر" سے ہے۔ اس لئے سب سے پہلے "اسلامی شعائر" کا مفہوم متعین کر لینا چاہئے۔

شعائر کا لفظ شعرہ یا شعارہ کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں کسی چیز کی وہ مخصوص علامت جس سے اس چیز کی پہچان ہو، لہذا "شعائر اسلام" سے مراد ہیں اسلام کی وہ مخصوص علامات جن سے کسی شخص کا اسلام معلوم ہوتا ہے، اور جو شخص ان علامات کا اظہار کرے اہل اسلام اسے اسلامی برادری کا ایک فرد سمجھنے اور اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا برتاؤ کرنے کے پابند ہیں۔ مثلاً اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا، اس کی نماز جنازہ ادا کرنا، اس کے ذبیحہ کا حلال ہونا، مسلمانوں کے ساتھ اس کے نکاح کا جائز ہونا، وغیرہ، وغیرہ۔

اس مدعا کے ثبوت کے لئے اسلامی لٹریچر کے بہت سے حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں، مگر میں عدالت کا وقت بچانے کے لئے صرف چار حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں، ایک انگریزی کا، اور تین اردو کے۔

الف: جے۔ جی۔ حلوا الیس۔ جے کی عربی، انگریزی لغت "الفرائد" میں "شعار" کے معنی یہ لکھے ہیں۔

شِعَارٌ ج شُعُرٌ وأَشْعِرَةٌ Under-garment. Distinctive sign. Coat of arms. Cry of war. Horse-cloth.

(صفحہ ۳۶۷)

ب: جناب مفتی محمد شفیع، سابق مفتی اعظم پاکستان تفسیر معارف القرآن میں تحریر فرماتے ہیں:

"لفظ شعائر جس کا ترجمہ نشانیوں سے کیا گیا ہے۔ شعیرہ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں علامت، اسی لئے شعائر اور شعیرہ اس محسوس چیز کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کی علامت ہو۔ شعائر اسلام ان اعمال و افعال کو کہا جائے گا جو عرفاً مسلمان ہونے کی علامت سمجھے جاتے ہیں اور محسوس و مشاہد ہیں جیسے نماز۔ اذان۔ حج۔ ختنہ اور سنت کے موافق داڑھی وغیرہ۔"

(تفسیر معارف القرآن ...... صفحہ ۱۸، جلد ۳)

ج: جناب مولانا ابو الاعلیٰ مودودی تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں:

"ہر وہ چیز جو کسی مسلک یا عقیدے یا طرز فکر و عمل یا کسی نظام کی نمائندگی کرتی ہو وہ اس کا "شعار" کہلائے گی، کیونکہ وہ اس کے لئے علامت یا نشانی کا کام دیتی ہے۔ سرکاری جھنڈے، فوج اور پولیس وغیرہ کے یونیفارم، سکے، نوٹ اور اسٹامپ حکومتوں کے شعائر ہیں اور وہ اپنے محکوموں سے، بلکہ جن جن پر ان کا زور چلے، سب سے ان کے احترام کا مطالبہ کرتی ہیں۔ گرجا اور قربان گاہ اور صلیب مسیحیت کے شعائر ہیں۔ چوٹی اور زنار اور مندر برہمنیت کے شعائر ہیں۔ کیس اور کڑا اور کرپان وغیرہ سکھ مذہب کے شعائر ہیں۔ ہتھوڑا اور درانتی اشتراکیت کا شعار ہے۔ سواستیکا آریہ نسل پرستی کا شعار ہے۔"

(تفہیم القرآن صفحہ ۴۳۸ جلد اول)

د: مسند الہند شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رقم فرماتے ہیں:

"شعائر در اصل جمع شعیرۃ است یا جمع شعارہ است بمعنی علامت و شعائر اللہ در عرف دین مکانات و ازمنہ و علامات و اوقات عبادت را گویند، اما مکانات عبادت پس مثل کعبہ و عرفہ و مزدلفہ و جمار ثلثہ و صفا و مروہ و منیٰ و جمیع مساجد ند و اما ازمنہ پس مثل رمضان و اشہر حرم و عید الفطر و عید النحر و جمعہ و ایام تشریق اند، اما علامات پس مثل اذان و اقامت و ختنہ و نماز جماعت و نماز جمعہ و نماز عیدین اند و در ہمہ ایں چیزہا معنی علامت بودن متحقق ست زیرا کہ مکان و زمان عبادت نیز از عبادت بلکہ از معبود یاد میدہد۔"

(تفسیر فتح العزیز فارسی صفحہ ۳۶۹ طبع مجتبائی دہلی)

ترجمہ: "شعائر اصل میں جمع شعیرہ یا شعارہ کی بمعنی علامت ہے، اور عرف دین میں شعائر اللہ مکانات اور زمانوں اور علامات اور اوقات عبادت کو کہتے ہیں، لیکن مکانات عبادت! جیسے کعبہ اور عرفات و مزدلفہ و جمار ثلثہ و صفا و مروہ اور تمام مساجد ہیں۔ اور

زمانے عبادت کے، جیسے رمضان اور ماہ ہائے حرام اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ اور جمعہ اور ایام تشریق ہیں اور علامات عبادت، جیسے اذان و اقامت و ختنہ و نماز با جماعت و نماز جمعہ و نماز عیدین ہیں، اور ان سب چیزوں میں علامت کے معنی متحقق ہیں، اس واسطے کہ مکان اور زمان بھی عبادت کی بلکہ معبود کی یاد دلاتے ہیں۔ "

(تفسیر عزیزی اردو صفحہ ۸۹۴ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی)

کون کون سی چیزیں شعار اسلام ہیں؟

جب یہ نکتہ واضح ہوا کہ اسلام کی مخصوص علامات، جن کے ذریعہ کسی مسلمان کی غیر مسلم سے شناخت ہوتی ہے، ان کو "شعائر اسلام" کہا جاتا ہے تو اب یہ معلوم کرنا لازم ہے کہ "شعائر اسلام" میں کون کون سی چیزیں شامل ہیں۔ ان میں سے چند امور کی تفصیل درج ذیل ہے:

الف: کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اسلام کا شعار ہے:

اسلامی شعائر میں سب سے پہلی چیز کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہے، یہ ایک ایسی کھلی ہوئی بدیہی حقیقت ہے کہ معزز عدالت کے سامنے اس کے دلائل پیش کرنا محض وقت ضائع کرنا ہوگا۔ کیونکہ ہر مسلم و کافر جانتا ہے کہ کلمہ شریف پڑھنا مسلمانی کی علامت ہے۔ جو شخص کلمہ شریف پڑھتا ہو اس کو تمام لوگ مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور جو یہ کلمہ نہ پڑھتا ہو اس کو غیر مسلم سمجھا جاتا ہے۔ چونکہ کلمہ طیبہ اسلام کی خاص علامت ہے، جس سے کسی شخص کے مسلم و غیر مسلم ہونے کی شناخت ہو سکتی ہے، اس لئے اس کے "شعار اسلام" ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

ب: نماز با جماعت اسلام کا شعار ہے:

ہر قوم اپنے اپنے طریقہ پر عبادات کے رسوم بجالاتی ہے، لیکن مخصوص ہیئت کے ساتھ نماز با جماعت ادا کرنا اسلام کی خصوصیت اور اس کا مخصوص شعار ہے۔ جن لوگوں کو بھی آپ اس خاص ہیئت کے ساتھ علانیہ نماز ادا کرتے ہوئے دیکھیں گے فوراً سمجھ لیں گے کہ یہ لوگ مسلمان ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا وأكل ذبيحتنا فذلك المسلم الذی له

ذمة الله وذمة رسوله، فلا تخفروا الله فی ذمته.

(رواه البخاری مشکوۃ ص١٢)

ترجمہ: "جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھے، ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے، اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو یہ شخص مسلمان ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد ہے، سو تم لوگ اللہ کے عہد میں خیانت (کرکے اس کی عہد شکنی) نہ کرو۔"

علمائے امت نے "نماز کے شعار اسلام ہونے کی جا بجا تصریحات فرمائی ہیں۔ یہاں عدالت کی توجہ فیلسوف اسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی" کی بے نظیر کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" کے چند فقروں کی طرف مبذول کرانا کافی ہو گا:

ایک جگہ لکھتے ہیں:

اعلم أن الصلاة أعظم العبادات شأنا.... إلى قوله .... وجعلها أعظم شعائر الدين.

(حجة الله البالغة ص١٨٦، ج١)

ترجمہ: "جاننا چاہئے کہ نماز تمام عبادات میں سب سے زیادہ عظیم الشان ہے۔ اس بنا پر شارع نے اس کو اسلام کا سب سے بڑا شعار قرار دیا ہے۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

الصلاة من أعظم شعائر الإسلام وعلاماته التى إذا فقدت ينبغى أن يحكم بفقده لكثرة الملابسة بينها وبينه.

(أيضا ص١٨٧، ج١)

ترجمہ: "نماز اسلام کا بہت بڑا شعار ہے اور اسلام کی ایسی علامات میں سے ہے کہ جس کے جاتے رہنے سے اگر اسلام کے جاتے رہنے کا حکم کیا جائے تو بجا ہے۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

أعظم شعائر الله أربعة، القرآن، والكعبة، والنبى، والصلوة.

(حجة الله البالغة ص٧٠، ج١)

ترجمہ: "اور بڑے شعائر اللہ چار ہیں، قرآن، کعبہ، نبی اور نماز۔"

ج: مسجد بھی اسلام کا شعار ہے:

مسجد اس جگہ کا نام ہے جو نماز پنج گانہ کے لئے وقف کی گئی ہو۔ جس طرح نماز اسلام کا شعار ہے۔ اسی طرح مسجد بھی اسلام کا شعار ہے جس کے ذریعہ مسلمانوں کی شناخت کی جاتی ہے۔ یعنی کسی قریہ، کسی شہر یا کسی محلّہ میں مسجد کا ہونا وہاں کے باشندوں کے مسلمان ہونے کی علامت ہے، یہ دعویٰ درج ذیل دلائل کی روشنی میں بالکل واضح ہے:

۱۔ مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے۔

مسجد کا لفظ مسلمانوں کی عبادت گاہ کے ساتھ مخصوص ہے چنانچہ قرآن کریم میں مشہور مذاہب کی عبادت گاہوں کا ذکر کرتے ہوئے "مسجد" کو مسلمانوں کی عبادت گاہ قرار دیا گیا ہے:

﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا﴾

(الحج: ۴۰، پارہ ۱۷، رکوع ۱۳/۶)

ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے ذریعہ لوگوں کا زور نہ توڑتا تو راہبوں کے خلوت خانے عیسائیوں کے گرجے، یہودیوں کے معبد اور مسلمانوں کی مسجدیں، جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے، گرا دی جاتیں۔

اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ "صوامع" سے راہبوں کے خلوت خانے "بیع" سے نصاریٰ کے گرجے، "صلوات" سے یہودیوں کے عبادت خانے اور "مساجد" سے مسلمانوں کی عبادت گاہیں مراد ہیں۔

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد القرطبی (۶۷۱ھ) اپنی مشہور تفسیر "احکام القرآن" میں لکھتے ہیں:

وذهب خصيف إلى أن القصد بهذه الأسماء تقسيم متعبدات الأمم، فالصوامع للرهبان والبيع للنصارى والصلوات لليهود والمساجد للمسلمين (تفسیر قرطبی صفحہ ۷۲ جلد ۱۲)

ترجمہ: امام خصیف فرماتے ہیں کہ ان ناموں کے ذکر کرنے سے مقصود قوموں کی

عبادت گاہوں کی تقسیم ہے۔ چنانچہ "صوامع" راہبوں کی "بیع" عیسائیوں کی "صلوات" یہودیوں کی اور "مساجد" مسلمانوں کی عبادت گاہوں کا نام ہے۔

اور قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (۱۲۲۵ھ) "تفسیر مظہری" میں ان چاروں ناموں کی مندرجہ بالا تشریح ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ومعنى الآية: لولا دفع الله الناس لهدمت في كل شريعة نبي مكان عبادتهم فهدمت في زمن موسى الكنائس وفي زمن عيسى البيع والصوامع وفي زمن محمد ﷺ المساجد

(تفسیر مظہری صفحہ ۳۳۰ جلد ۶)

ترجمہ: آیت کے معنی یہ ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کا زور نہ توڑتا تو ہر نبی کی شریعت میں جو ان کی عبادت گاہ تھی اسے گرا دیا جاتا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے دور میں گرجے اور خلوت خانے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسجدیں گرا دی جاتیں۔

یہی مضمون تفسیر ابن جریر صفحہ ۱۱۴ جلد ۹۔ تفسیر نیشاپوری بر حاشیہ ابن جریر صفحہ ۶۳ جلد ۹۔ تفسیر خازن صفحہ ۲۹۱ جلد ۳۔ تفسیر بغوی صفحہ ۵۹۴ جلد ۵ بر حاشیہ ابن کثیر اور تفسیر روح المعانی صفحہ ۱۶۴ جلد ۱۷ وغیرہ میں موجود ہے۔

قرآن کریم کی اس آیت اور حضرات مفسرین کی ان تصریحات سے واضح ہے کہ "مسجد" مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام ہے اور یہ نام دیگر اقوام و مذاہب کی عبادت گاہوں سے ممتاز رکھنے کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ابتداء اسلام سے لے کر آج تک یہ مقدس نام مسلمانوں کی عبادت گاہ کے لئے مخصوص ہے، لہٰذا مسلمانوں کا یہ قانونی و اخلاقی فرض ہے کہ وہ کسی "غیر مسلم فرقہ" کو اپنی عبادت گاہ کا یہ نام نہ رکھنے دیں۔

۲۔ کافروں کو مسجد بنانے کا حق نہیں:

مسجد کی تعمیر ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے اور کافر اس کا اہل نہیں۔ چونکہ کافر میں تعمیر مسجد کی اہلیت ہی نہیں اس لئے اس کو تعمیر مسجد کا کوئی حق نہیں اور اس کی تعمیر کردہ عمارت مسجد نہیں ہو سکتی۔ قرآن کریم میں صاف صاف ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِينَ عَلٰى أَنْفُسِهِم بِالْكُفْرِ أُولٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُونَ﴾

(التوبة: ۱۷)

ترجمہ: مشرکین کو حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو تعمیر کریں۔ در آنحالیکہ وہ اپنی ذات پر کفر کی گواہی دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کے عمل اکارت ہو چکے اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت میں مشرکین کو تعمیر مسجد کے حق سے محروم قرار دیا گیا ہے۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ کافر ہیں، شهدين على انفسهم بالكفر اور کوئی کافر تعمیر مسجد کا اہل نہیں، گویا قرآن یہ بتاتا ہے کہ تعمیر مسجد کی اہلیت اور کفر کے درمیان منافات ہے۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت جمع نہیں ہو سکتیں۔ پس جب وہ اپنے عقائد کفر کا اقرار کرتے ہیں تو گویا وہ خود اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ تعمیر مسجد کے اہل نہیں۔ نہ انہیں اس کا حق حاصل ہے۔ امام ابو بکر احمد بن علی الجصاص الرازی الحنفی (م ۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

عمارة المسجد تكون بمعنيين أحدهما زيارته والكون فيه والآخر بنائه وتجديد ما استرم منه. فاقتضت الآية منع الكفار من دخول المسجد ومن بنائها وتولى مصالحها والقيام بها لانتظام اللفظ لأمرين.

(احکام القرآن ..... صفحہ ۱۰۸، جلد ۳)

ترجمہ: یعنی مسجد کی آبادی کی دو صورتیں ہیں ایک مسجد کی زیارت کرنا اس میں رہنا اور بیٹھنا دوسرے اس کو تعمیر کرنا اور شکست و ریخت کی اصلاح کرنا، پس یہ آیت اس امر کی مقتضی ہے کہ مسجد میں نہ کوئی کافر داخل ہو سکتا ہے نہ اس کا بانی و متولی اور خادم بن سکتا ہے کیونکہ آیت کے الفاظ تعمیر ظاہری و باطنی دونوں کو شامل ہیں۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری (م ۳۱۰ھ) لکھتے ہیں:

يقول إن المساجد إنما تعمر لعبادة الله فيها، لا للكفر به فمن كان بالله كافرا فليس من شأنه أن يعمر مساجد الله.

(تفسير ابن جرير ص۹۳/۱۰ دار الفكر بيروت)

ترجمہ: حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مسجدیں تو اس لئے تعمیر کی جاتی ہیں کہ ان میں اللہ کی

عبادت کی جائے۔ کفر کے لئے تو تعمیر نہیں کی جاتیں پس جو شخص کافر ہو اس کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کی تعمیر کرے۔

امام عربیت جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری (م ۵۲۸ھ) لکھتے ہیں:

والمعنى ما استقام لهم أن يجمعوا بين أمرين متنافيين عمارة متعبدات الله مع الكفر بالله وبعبادته ومعنى شهادتهم على أنفسهم بالكفر ظهور كفرهم.

(تفسیر کشاف، ص۲۵۳/۲)

ترجمہ: "مطلب یہ ہے کہ ان کے لئے کسی طرح درست نہیں کہ وہ دو متنافی باتوں کو جمع کریں کہ ایک طرف خدا کی مسجدیں بھی تعمیر کریں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کے ساتھ کفر بھی کریں اور ان کے اپنی ذات پر کفر کی گواہی دینے سے مراد ہے ان کے کفر کا ظاہر ہونا۔"

امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) لکھتے ہیں:

قال الواحدی دلت على أن الكفار ممنوعون من عمارة مسجد من مساجد المسلمين، ولو أوصى بها لم تقبل وصيته.

(تفسیر کبیر، ص۱٦/۷ مطبوعة مصر)

ترجمہ: "واحدی فرماتے ہیں۔ یہ آیت اس مسئلہ کی دلیل ہے کہ کفار کو مسلمانوں کی مسجدوں میں سے کسی مسجد کی تعمیر کی اجازت نہیں اور اگر کافر اس کی وصیت کرے تو اس کی وصیت قبول نہیں کی جائے گی۔"

امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد القرطبی (م ۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

فيجب إذا على المسلمين تولي أحكام المساجد ومنع المشركين من دخولها.

(تفسیر قرطبی ص۸۹/۸، دار الکاتب العربی القاهرة)

ترجمہ: "مسلمانوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ انتظام مساجد کے متولی خود ہوں اور کفار و مشرکین کو ان میں داخل ہونے سے روک دیں۔"

امام محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی (م ۵۱٦ھ) لکھتے ہیں:

أوجب الله على المسلمين منعهم من ذلك لأن المساجد إنما تعمر لعبادة الله وحده فمن كان كافرا بالله فليس من شأنه أن يعمرها. فذهب جماعة إلى أن المراد منه العمارة من بناء المسجد ومرمته عند الخراب فيمنع الكافر منه حتى لو أوصى به لا يمتثل. وحمل بعضهم العمارة ههنا على دخول المسجد والقعود فيه.

(تفسیر معالم التنزیل للبغوی ۳/۵۵، بر حاشیہ خازن مطبوعۃ علمیۃ مصر)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر واجب کیا ہے کہ وہ کافروں کو تعمیر مسجد سے روک دیں کیونکہ مسجدیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خاطر بنائی جاتی ہیں پس جو شخص کافر ہو اس کا یہ کام نہیں کہ وہ مسجدیں تعمیر کرے ایک جماعت کا قول ہے کہ تعمیر سے مراد یہاں تعمیر معروف ہے یعنی مسجد بنانا، اور اس کی شکست و ریخت کی اصلاح و مرمت کرنا۔ پس کافر کو اس عمل سے باز رکھا جائے گا چنانچہ اگر وہ اس کی وصیت کر مرے تو پوری نہیں کی جائے گی، اور بعض نے عمارت کو یہاں مسجد میں داخل ہونے اور اس میں بیٹھنے پر محمول کیا ہے۔"

شیخ علاء الدین علی بن محمد البغدادی الخازن (م ۷۲۵ھ) نے تفسیر خازن میں اس مسئلہ کو مزید تفصیل سے تحریر فرمایا ہے۔

مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) لکھتے ہیں:

فإنه يجب على المسلمين منعهم من ذلك لأن مساجد الله إنما تعمر لعبادة الله وحده فمن كان كافرا بالله فليس من شأنه أن يعمرها.

(تفسیر مظہری ص۴/۱۴۶ ندوۃ المصنفین دھلی)

ترجمہ: "چنانچہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ کافروں کو تعمیر مسجد سے روک دیں کیونکہ مسجدیں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی جاتی ہیں پس جو شخص کہ کافر ہو وہ ان کو تعمیر کرنے کا اہل نہیں۔"

اور شاہ عبد القادر دہلوی (م ۱۲۳۰ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"اور علماء نے لکھا ہے کہ کافر چاہے مسجد بناوے اس کو منع کرے" (موضح القرآن)

ان تصریحات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ مسجد کی تعمیر کریں اور یہ کہ اگر وہ ایسی جرات کریں تو ان کو روک دینا مسلمانوں پر فرض

ہے۔

۳۔ مسجد کی تعمیر صرف مسلمانوں کا حق ہے:

قرآن کریم نے جہاں یہ بتایا کہ کافر تعمیر مسجد کا اہل نہیں۔ وہاں یہ تصریح بھی فرمائی ہے کہ تعمیر مسجد کا حق صرف مسلمانوں کو حاصل ہے چنانچہ ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلا اللهَ فَعَسٰى أُولٰئِكَ أَنْ يَكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ﴾.

(التوبة: ۱۸، پارہ ۱۱، رکوع ۹/۳)

ترجمہ: "اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا توبس اس شخص کا کام ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، نماز ادا کرتا ہو، زکوۃ دیتا ہو اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔ پس ایسے لوگ امید ہے کہ ہدایت یافتہ ہوں گے۔"

اس آیت میں جن صفات کا ذکر فرمایا وہ مسلمانوں کی نمایاں صفات ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص پورے دین محمدی پر ایمان رکھتا ہو اور کسی حصہ دین کا منکر نہ ہو اسی کو تعمیر مساجد کا حق حاصل ہے۔

۴۔ غیر مسلموں کی تعمیر کردہ مسجد "مسجد ضرار" ہے، اس کو ڈھا دیا جائے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت زمانے میں بعض غیر مسلموں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی جو "مسجد ضرار" کے نام سے مشہور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الٰہی سے ان کے کفر و نفاق کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اسے فی الفور منہدم کرنے کا حکم فرمایا۔ قرآن کریم کی آیات ذیل اسی واقعہ سے متعلق ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللهَ وَرَسُوْلَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلا الْحُسْنٰى وَاللهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ لا تَقُمْ فِيْهِ أَبَدًا﴾ إلى قوله: ﴿لا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ إِلا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ وَاللهُ

عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾۔

(سورۃ التوبہ آیات ۱۰۷-۱۱۰، پ ۱۱، ع ۳/۱۳)

ترجمہ: "اور جن لوگوں نے مسجد بنائی کہ اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور کفر کریں اور اہل ایمان کے درمیان تفرقہ ڈالیں اور اللہ ورسول کے دشمن کے لئے ایک کمین گاہ بنائیں اور یہ لوگ زور کی قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ قطعاً جھوٹے ہیں، آپ اس میں کبھی قیام نہ کیجئے ان کی یہ عمارت جو انہوں نے بنائی۔ ہمیشہ ان کے دل کا کانٹا بنی رہے گی مگر یہ کہ ان کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اور اللہ علیم و حکیم ہے۔"

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ:

(الف) کسی غیر مسلم گروہ کی اسلام کے نام پر تعمیر کردہ "مسجد"، "مسجد ضرار" کہلائے گی۔

(ب) غیر مسلم منافقوں کی ایسی تعمیر کے مقاصد ہمیشہ حسب ذیل ہوں گے۔

۱۔ اسلام اور مسلمانوں کو ضرر پہنچانا۔

۲۔ عقائد کفر کی اشاعت کرنا۔

۳۔ مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پھیلانا اور تفرقہ پیدا کرنا۔

۴۔ خدا اور رسول کے دشمنوں کے لئے ایک اڈا بنانا۔

(ج) چونکہ منافقوں کے یہ خفیہ منصوبے ناقابل برداشت ہیں اس لئے حکم دیا گیا کہ ایسی نام نہاد مسجد کو منہدم کر دیا جائے۔

مفسرین اور اہل سیر نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مسجد ضرار کو ڈھا دیا گیا، اور اسے نذر آتش کر دیا گیا، چند حوالے درج ذیل ہیں۔

سیرت ابن ہشام بر حاشیہ الروض الانف صفحہ ۳۲۲ جلد ۲ تفسیر قرطبی صفحہ ۲۵۴ جلد ۸

تفسیر ابن کثیر صفحہ ۳۸۸ جلد ۵

تفسیر مظہری صفحہ ۲۹۶ جلد ۴

تفہیم القرآن صفحہ ۲۳۴ جلد ۲

معارف القرآن صفحہ ۶۳ جلد ۴

قادیانی منافقین کی بنائی ہوئی نام نہاد مسجدیں بھی مسجد ضرار ہیں اس لئے معزز عدالت کا

فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتے ہوئے ان کے منہدم کرنے اور ان کو جلا کر خاکستر کر دینے کا حکم صادر کرے۔

۵۔ قرآن کریم نے غیر مسلموں کے مسجدوں پر داخل ہونے کو بھی ممنوع قرار دیا ہے:

نہ صرف یہ کہ قرآن کریم نے مسلمانوں کے علاوہ کسی دوسرے کو تعمیر مساجد کا حق نہیں دیا۔ بلکہ غیر مسلموں کو ان کے عقائد کفریہ کی وجہ سے نجس قرار دے کر یہ حکم دیا ہے کہ ان کو مساجد میں نہ آنے دیا جائے اور ان کی گندگی سے مساجد کو پاک رکھا جائے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا﴾

(پ ۱۰، ع ۱۰/۱۰، سورۃ توبہ آیت ۲۸)

اے ایمان والو! مشرک تو نرے ناپاک ہیں۔ پس وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب بھی پھٹکنے نہ پائیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافر اور مشرک کا مسجد میں داخلہ ممنوع ہے۔ امام ابوبکر جصاص رازی (م ۳۷۰ھ) لکھتے ہیں:

اطلاق اسم النجس على المشرك من جهة أن الشرك الذى يعتقده يجب اجتنابه كما يجب اجتناب النجاسات والأقذار فلذلك سماهم نجسا. والنجاسة فى الشرع تنصرف على وجهين أحدهما نجاسة الأعيان والآخر نجاسة الذنوب. وقد أفاد قوله: ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ منعهم عن دخول المسجد إلا لعذر. إذ كان علينا تطهير المساجد من الأنجاس.

(أحكام القرآن للجصاص، ص۱۰۸/۳، سهيل اكيدمى لاهور)

"ترجمہ...... مشرک پر "نجس" کا اطلاق اس بنا پر کیا گیا کہ جس شرک کا وہ اعتقاد رکھتا ہے۔ اس سے پرہیز کرنا۔ اسی طرح ضروری ہے جیسا کہ نجاستوں اور گندگیوں سے۔

اسی لئے ان کو نجس کہا اور شرع میں نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ ایک نجاست جسم، دوم نجاست گناہ...... اور ارشاد خداوندی " انما المشرکون نجس " بتاتا ہے، کہ کفار کو دخول مسجد سے باز رکھا جائے گا، الایہ کہ کوئی عذر ہو کیونکہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ مسجدوں کو نجاستوں سے پاک رکھیں۔ "

اس آیت شریفہ کے ذیل میں دیگر اکابر مفسرین نے بھی تصریحات فرمائی ہیں کہ مسلمانوں کی اجازت کے بغیر مسجد میں غیر مسلموں کا داخلہ ممنوع ہے۔

۶ ــ احادیث شریفہ میں مساجد کو شعار اسلام قرار دیا ہے :

قرآن کریم کی آیات بینات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات شریفہ کو دیکھا جائے تو ان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد اسلام کا شعار ہے۔

الف : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد کے لئے صحابہ کرامؓ کو بھیجتے تھے تو انہیں ہدایت فرماتے تھے :

إذا رأيتم مسجدا أو سمعتم مؤذنا فلا تقتلوا أحدا ۔

(ترمذی، ابو داؤد۔ مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۲)

ترجمہ...... "جب تم کسی بستی میں مسجد دیکھو یا موذن کی آواز سنو تو کسی کو قتل نہ کرو۔ "

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ کسی بستی میں مسجد کا ہونا اس امر کی علامت ہے کہ یہ لوگ مسلمان ہیں۔

ب : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی خدمت کرنے کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے :

اذا رأيتم الرجل يتعاهد المسجد فاشهدوا له بالايمان فان الله تعالىٰ يقول: انما يعمر مساجد الله من امن بالله و اليوم الآخر ۔

(ترمذی، ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ صفحہ ۶۹)

ترجمہ...... "جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد کی خدمت کرتا ہے تو اس کے لئے ایمان

کی شہادت دے دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مساجد کی تعمیر وہ شخص کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔"

ج: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کو بیت اللہ قرار دیا ہے:

أخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن أبي إسحاق عن عمرو بن ميمون الأودي قال : أخبرنا رسول الله ﷺ أنَّ المساجد بيوت الله في الأرض ، وأنه لحقٌ على الله أن يكرم من زاره فيها

(مصنف عبدالرزاق صفحہ ۲۹۶ جلد ۱۱)

ان احادیث شریفہ پر تبصرہ کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

فضل بناء المسحد وملازمته وانتظار الصلوة فيه ترجع إلى أنه من شعائر الإسلام وهو قوله ﷺ إذا رأيتم مسجدا أو سمعتم مؤذنا فلا تقتلوا أحدا وإنه محل الصلوة ومعتكف العابدين ومطرح الرحمة ويشبه الكعبة من وجه.

(حجة الله البالغة مترجم ص۱/۴۷۸، نور محمد كتب خانه كراچى)

"ترجمہ..... مسجد کے بنانے، اس میں حاضر ہونے اور وہاں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا سبب یہ ہے کہ مسجد اسلام کا شعار ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "جب کسی آبادی میں مسجد دیکھو یا وہاں موذن کی اذان سنو تو کسی کو قتل نہ کرو۔" (یعنی کسی بستی میں مسجد اور اذان کا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہاں کے باشندے مسلمان ہیں) اور مسجد نماز کی جگہ اور عبادت گزاروں کے اعتکاف کا مقام ہے۔ وہاں رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور وہ ایک طرح سے کعبہ کے مشابہ ہے۔"

قرآن کریم کی ان آیات بینات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اکابر امت کی تصریحات سے واضح ہے کہ:

الف: مسجد اسلام اور مسلمانوں کا شعار ہے۔

ب: اور یہ کہ کسی غیر مسلم کو مسجد بنانے کی، یا اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنے کی یا مسجد کے مشابہ عبادت گاہ بنانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

ج: اور یہ کہ اگر کوئی غیر مسلم ایسی حرکت کرے تو مسلمان عدالت کا فرض ہے کہ اس کو ڈھا

ینے اور جلا دینے کا حکم دے، جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "مسجد ضرار" کو منہدم کرنے اور اسے نذر آتش کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ یمانیہ کو ڈھانے کے لئے صحابہ کرامؓ کا وفد بھیجا تھا ـــــ امام ابو یوسفؒ نے "کتاب الخراج" میں اپنی سند کے ساتھ یہ واقعہ نقل کیا ہے:

حدثنا إسماعيل بن أبي خالد عن قيس بن أبي حازم عن جرير قال: قال لي رسول الله ﷺ: ألا تريحني من ذي الخلصة؟ بيت كان لخثعم كانت تعبده في الجاهلية يسمى كعبة اليمانية قال: فخرجت في مائة وخمسين راكبًا فحرقناها حتى جلعناها مثل الجمل الأجرب، قال: ثم بعثت إلى النبي ﷺ رجلا يبشره فلما قدم عليه قال: والذي بعثك بالحق ما أتيتك حتى تركناها مثل الجمل الأجرب قال: فبرك النبي ﷺ على أحمس وخيلها

(كتاب الخراج ص ۲۱۰)

ترجمہ..... "حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم "ذوالخلصہ" کی طرف سے مجھے راحت نہیں دو گے؟ یہ قبیلہ بنو خثعم کا ایک مکان تھا، جس کی وہ جاہلیت میں عبادت کیا کرتے تھے۔ اور اسے کعبہ یمانیہ" کہا جاتا تھا۔ حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ حکم نبویؐ سن کر میں ڈیڑھ سو سواروں کی جماعت لے کر نکلا۔ ہم نے اس کو جلا کر خارشتی اونٹ کی طرح کر دیا پھر میں نے ایک قاصد بارگاہ نبویؐ میں بھیجا جو آپ کو اس کے جلانے کی خوشخبری دے۔ قاصد نے بارگاہ اقدسؐ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں آپؐ کے پاس اس وقت آیا ہوں جب ہم نے اس کو خارشتی اونٹ کی طرح کر دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ احمس کے لئے اور اس کے سواروں کے لئے دعائے برکت فرمائی۔"

۵: اذان بھی اسلام کا شعار ہے:

نماز پنج گانہ اور جمعہ کے لئے اذان دینا بھی اسلام کا شعار ہے، اور یہ ایک ایسی کھلی ہوئی اور بدیہی حقیقت ہے جس پر کسی دلیل کے قائم کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ مسلم و غیر مسلم سب

جانتے ہیں کہ اذان دینے کا دستور صرف اہل اسلام میں رائج ہے۔ مسلمانوں کے سوا دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جو اس معروف طریقہ سے اذان کہتی ہو۔ مثل مشہور ہے کہ "عیاں راچہ بیان" یعنی جو چیز سر کی آنکھوں سے دیکھی جا سکتی ہو اس کے لئے حاجت استدلال نہیں۔ مگر چونکہ زمانے کی ستم ظریفی نے دین کے بدیہی حقائق کو بھی نظری بنا دیا ہے اس لئے اس مدعا پر بھی دلائل پیش کرتا ہوں۔

۱۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ﴾. (المائدة: ٥٨)

ترجمہ: اور جب تم پکارتے ہو نماز کے لئے تو وہ ٹھہراتے ہیں اس کو ہنسی اور کھیل اس واسطے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں۔

آیت شریفہ میں نماز کی طرف بلانے سے مراد ہے اذان دینا، اذان دینے والا اگرچہ ایک شخص ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو مسلمانوں کی جماعت کی طرف منسوب کر کے یوں فرمایا کہ "جب تم بلاتے ہو نماز کی طرف۔" علامہ بدر الدین عینیؒ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ چونکہ موذن مسلمانوں کو بلانے کے لئے اذان کہتا ہے اس لئے اس کے فعل کو تمام مسلمانوں کا اجتماعی عمل قرار دیا گیا۔ ان کی عبارت یہ ہے:

قوله: ﴿وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ﴾ يعني إذا أذّن المؤذن للصلوة. وإنما أضاف النداء إلى جميع المسلمين لأن المؤذن يؤذن لهم ويناديهم، فأضاف إليهم.

(عمدة القاری ص۱۰۲ ج۵ – باب بدء الأذان)

قرآن کریم کی اس آیت شریفہ سے ثابت ہوا کہ اذان صرف مسلمانوں کا شعار ہے، کیونکہ یہ صرف مسلمانوں کو نماز کی طرف بلانے کے لئے کہی جاتی ہے۔

۲ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو مشورہ ہوا کہ نماز کی اطلاع کے لئے کوئی صورت تجویز ہونی چاہئے۔ بعض حضرات نے گھنٹی بجانے کی تجویز پیش کی، آپؐ نے اسے یہ کہہ کر رد فرما دیا کہ یہ نصاریٰ کا شعار ہے۔ دوسری تجویز پیش

کی گئی کہ بوق (باجا) بجادیا جائے۔ آپ ؐ نے اسے بھی قبول نہیں فرمایا کہ یہ یہود کا وطیرہ ہے۔ تیسری تجویز آگ جلانے کی پیش کی گئی۔ آپ ؐ نے فرمایا یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ یہ مجلس اس فیصلہ پر برخاست ہوئی کہ ایک شخص نماز کے وقت اعلان کر دیا کرے کہ نماز تیار ہے۔ بعد ازاں بعض حضرات صحابہ کو خواب میں اذان کا طریقہ سکھایا گیا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الٰہی سے اس خواب کی تصدیق فرمائی۔ اس وقت سے مسلمانوں میں یہ اذان رائج ہوئی۔ (فتح الباری صفحہ ۸۰ جلد ۲)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ اس واقعہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وهذه القصة دليل واضح على أن الأحكام إنما شرعت لأجل المصالح وإن للاجتهاد فيها مدخلا، وإن التيسير أصل أصيل، وإن مخالفة أقوام تمادوا في ضلالتهم فيما يكون من شعائر الدين مطلوب وإن غير النبي ﷺ قد يطلع بالمنام والنفث في الروع على مراد الحق لكن لا يكلف الناس به ولا تنقطع الشبهة حتى يقرره النبي ﷺ واقتضت الحكمة الإلهية أن لا يكون الأذان صرف أعلام وتنبيه، بل يضم مع ذلك أن يكون من شعائر الدين بحيث يكون النداء به على رؤس الخامل والتنبيه تنويها بالدين ويكون قبوله من القوم آية انقيادهم لدين الله. (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱/۴۷۴ مترجم)

ترجمہ: "اس واقعہ میں چند مسائل کی واضح دلیل ہے۔ اول یہ کہ احکام شرعیہ خاص مصلحتوں کی بناپر مقرر ہوئے ہیں، دوم یہ کہ اجتہاد کا بھی احکام میں دخل ہے۔ سوم یہ کہ احکام شرعیہ میں آسانی کو ملحوظ رکھنا بہت بڑا اصل ہے۔ چہارم یہ کہ شعائر دین میں ان لوگوں کی مخالفت جو اپنی گمراہی میں بہت آگے نکل گئے ہوں۔ شارع کو مطلوب ہے۔ پنجم یہ کہ غیر نبی کو بھی بذریعہ خواب یا القائی القلب کے مراد الٰہی مل سکتی ہے مگر وہ لوگوں کو اس کا مکلف نہیں بنا سکتا۔ اور نہ اس سے شبہ دور ہو سکتا ہے جب تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق نہ فرمائیں اور حکمت الٰہی کا تقاضا ہوا کہ اذان صرف اطلاع اور تنبیہ ہی نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ وہ شعائر دین میں سے بھی ہو کہ تمام لوگوں کے سامنے

اذان کہنا تعظیم دین کا ذریعہ ہو اور لوگوں کا اس کو قبول کرلینا ان کے دین خداوندی کے تابع ہونے کی علامت ٹھہرے۔"

حضرت شاہ صاحبؒ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اذان اسلام کا بلند ترین شعار ہے اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے اس شعار میں گمراہ قوموں کی مخالفت کو ملحوظ رکھا ہے۔

۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد کے لئے تشریف لے جاتے تھے تو صبح کا انتظار کرتے۔ اگر اس بستی سے اذان کی اواز سنتے تو حملہ کرنے سے باز رہتے، اور اگر اذان کی آواز نہ سنتے تو ان پر حملہ کرتے۔ (صحیح بخاری ص ۸٦ جلد نمبر ۱۔ ابو داوٗد ص ۳۵۴ جلد ۱۔ مشکوٰۃ ص ۳۴۱، کتاب الخریج ص ۲۰۸)

اکابر شارحین حدیث لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ اذان اسلام کا شعار ہے

(فتح الباری ص ۹۰ جلد ۲ عمدۃ القاری ص ۱۱٦ جلد ۵)

۴۔ یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدین کو ہدایت فرمایا کرتے تھے کہ وہ جب کسی بستی میں مسجد دیکھیں یا وہاں اذان سنیں تو کسی کو قتل نہ کریں۔ (ابو داوٗد صفحہ ۳۵۴، مشکوٰۃ صفحہ ۳۴۲)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ کسی بستی سے اذان کی آواز بلند ہونا ان لوگوں کے مسلمان ہونے کی علامت ہے۔

۵۔ اکابر امت نے بے شمار کتابوں میں اس کی تصریح فرمائی ہے کہ اذان اسلام کا شعار ہے، چند اکابر کی کتابوں کا حوالہ درج ذیل ہے:

نووی شرح مسلم ــــ صفحہ ۱٦۴ جلد ۱

ابن عربی شرح ترمذی ــــ صفحہ ۳۰۹ جلد ۱

فتح الباری ــــ صفحہ ۷۷ جلد ۲

عمدۃ القاری ــــ صفحہ ۱۰۲ جلد ۵

مجموع شرح مہذب ــــ صفحہ ۸۰ جلد ۳

قاضی خان برحاشیہ فتاویٰ ہندیہ ــــ صفحہ ٦۹ جلد ۱

فتاویٰ حافظ ابن تیمیہؒ ــــ صفحہ ۷۱ جلد ۱

فتح القدیر شرح ہدایہ ___ صفحہ ۲۴۰ جلد ۱
البحر الرائق شرح کنز ___ صفحہ ۲۶۹ جلد ۱
رد المحتار شرح در مختار ___ صفحہ ۳۸۴ جلد ۱
میزان کبریٰ شعرانی ___ صفحہ ۱۱۸ جلد ۱

۶ ___ فقہائے امت نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ کافر کی اذان صحیح نہیں۔ رحمت الامتہ میں ہے:

وأجمعوا أنه لا يعتد إلا بأذان المسلم العاقل

(ص ٣٤ - مطبوعة قطر)

ترجمہ: "اور تمام ائمہ کا اس پر اجماع ہے کہ اذان صرف مسلمان عاقل کی لائق اعتبار ہے۔ اور کافر اور مجنون کی اذان صحیح نہیں۔"

اس کے مزید حوالے مندرجہ ذیل ہیں:

المجموع شرح مہذب ___ صفحہ ۹۸ جلد ۳
مغنی ابن قدامہ ___ صفحہ ۱۸۵ جلد ۱
شرح کبیر ___ صفحہ ۴۱۸ جلد ۱
البحر الرائق ___ صفحہ ۲۷۹ جلد ۱
رد المحتار ___ صفحہ ۳۹۳ جلد ۱
میزان کبریٰ شعرانی ___ صفحہ ۱۱۸ جلد ۱
الفقہ الاسلامی وادلتہ ___ صفحہ ۵۴۱ جلد ۱

ان تمام دلائل سے واضح ہے کہ اذان صرف مسلمانوں کا شعار ہے، کسی بستی میں اذان کا ہونا وہاں کے باشندوں کے مسلمان ہونے کی علامت ہے، اور کسی غیر مسلم کی اذان صحیح نہیں۔

کیا کسی غیر مسلم کو اسلامی شعائر کے اپنانے کی اجازت دی جا سکتی ہے:

گزشتہ مباحث سے یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ "قانون امتناع قادیانیت" میں جن امور کا ذکر ہے (یعنی کلمہ طیبہ، نماز با جماعت، مسجد اور اذان) یہ مسلمانوں کا شعار ہیں، اور یہ چیزیں مسلم و غیر مسلم کے درمیان خط امتیاز کھینچتی ہیں۔

اب صرف اس نکتہ پر غور کرنا باقی رہا کہ کیا کسی غیر مسلم کو اسلام کا شعار اپنانے کی اجازت

دی جا سکتی ہے؟ اس سلسلہ میں چند گزارشات گوش گزار کرنے کی اجازت چاہوں گا۔

کسی فرد، جماعت یا قوم کا خاص شعار لائق احترام سمجھا جاتا ہے، اور کوئی غیر متعلق شخص اس خاص شعار کو اپنائے تو اسے "جعل سازی" کا مرتکب سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً:

۱ــ کوئی صنعتی یا تجارتی فرم اپنا علامتی نشان (ٹریڈ مارک) رجسٹرڈ کرا لیتی ہے، یہ اس کا "علامتی نشان" ہے، اور کسی شخص کو اس کے اپنانے کا حق حاصل نہیں، اگر کوئی دوسرا شخص اس "امتیازی نشان" کو استعمال کرے گا تو "چور" اور "جعل ساز" تصور کیا جائے گا۔

۲ــ ہر ملک کی فوج کی ایک خاص وردی ہے، جو اس ملک کی فوج کا "یونی فارم" سمجھا جاتا ہے، پھر فوج کے خاص خاص عہدوں کے لئے الگ الگ نشان مقرر ہیں، یہ جنرل کا نشان ہے، یہ میجر جنرل کا نشان ہے، یہ کرنل کا نشان ہے، یہ فل کرنل کا نشان ہے۔ یہ میجر کا نشان ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ مختلف عہدوں کے نشانات ان عہدوں کی امتیازی علامات اور ان کا "شعار" ہیں۔ اگر کوئی غیر فوجی، فوجی وردی پہن کر گھومے پھرے تو اسے مجرم تصور کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی فوجی اپنے عہدے کے علاوہ دوسرے عہدے کا "علامتی نشان" لگا لے تو وہ بھی مجرم تصور کیا جائے گا، اس لئے کہ اگر ان امتیازی نشانات کے استعمال کی دوسروں کو اجازت دی جائے تو فوجی اور غیر فوجی کے درمیان امتیاز نہیں رہے گا، اور فوج کے اعلیٰ وادنیٰ عہدوں کی شناخت مٹ جائے گی۔ الغرض فوج کا شعار لائق احترام ہے، اور فوجی افسران کے خاص خاص نشانات بھی لائق احترام ہیں، کسی غیر متعلقہ شخص کو ان کے استعمال کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

۳ــ اسی طرح ہر ملک کی پولیس کا بھی ایک "یونی فارم" ہے جو اس کا علامتی نشان اور شعار ہے، پھر پولیس کے بڑے چھوٹے عہدوں کی شناخت کے لئے الگ الگ نشان مقرر ہیں، جو بطور خاص ان عہدوں کا شعار ہے۔ کسی غیر شخص کو پولیس کا یونی فارم اور اس کے مختلف عہدوں کا علامتی نشان استعمال کرنے کی اجازت نہیں۔

اگر کسی فرم کا ٹریڈ مارک کسی دوسرے کے لئے استعمال کرنا جرم ہے۔ اگر پولیس کی وردی اور اس کے عہدوں کی شناختی علامات کا استعمال کسی غیر شخص کے لئے جرم ہے۔ اور اگر فوج کے یونی فارم اور اس کے عہدوں کی خاص علامات کا استعمال دوسرے شخص کے لئے جرم ہے تو ٹھیک اسی طرح اسلام کے شعار کا استعمال بھی "غیر مسلم" کے لئے جرم ہے، اس کو دنیا کے کسی قانون

انصاف کی رو سے جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

فاضل عدالت کبھی گوارا نہیں کرے گی کہ کوئی "جعل ساز" ایک عمارت بنا کر اس پر "سیشن کورٹ" "ہائی کورٹ" یا "سپریم کورٹ" کا بورڈ لگا کر لوگوں کے مقدمات نمٹانے لگے، بلاشبہ لوگوں کے تنازعات نمٹانا کار ثواب ہے، اور مظلوموں کی داد رسی کرنا اور ان کو ظالموں کے چنگل سے نجات دلانا بڑی عبادت ہے۔ اس کے باوجود یہ شخص جعل سازی کا مرتکب اور مجرم سمجھا جائے گا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس شخص نے غلط طور پر معزز عدالت کے نام کو استعمال کر کے اس مقدس نام کی توہین کی ہے۔

ٹھیک اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ کسی غیر مسلم کا (اپنے کفر پر قائم رہتے ہوئے) اسلام کے مقدس نام کو استعمال کرنا، اور اسلام کے خصوصی شعائر و علامات کو اپنانا بھی بدترین جرم ہے۔ اس لئے کہ یہ اسلام اور اسلام کے خصوصی شعائر کی توہین ہے۔

فاضل عدالت اس بات کو کبھی برداشت نہیں کرے گی کہ کوئی مکار فراڈ یا معزز عدالت کے سامنے اپنا کمرۂ عدالت سجائے اور اس پر "چیف جسٹس" کے نام کی تختی آویزاں کر کے بیٹھ جائے. کیونکہ اس بہروپئے کا "چیف جسٹس" کی تختی آویزاں کرنا اس معزز اور محترم لفظ کی توہین ہے۔ ٹھیک اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم (جو اپنے کفر پر مصر ہے) اپنے سینے پر یا گھر کے دروازے پر اپنی عبادت گاہ پر کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی تختی آویزاں کرتا ہے تو یہ بھی اس پاک کلمہ کی توہین ہے۔ جسے کوئی مسلمان کسی حال میں گوارا نہیں کر سکتا۔ کون مسلمان ہو گا جو اس کو برداشت کرے کہ کسی بتکدے پر ہندوؤں کے کسی مندر پر کلمہ طیبہ لکھ کر یہ تاثر دیا جائے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وہ نہیں تھی جسے مسلمان لئے پھرتے ہیں۔ بلکہ نعوذ باللہ وہ تھی جس کا مظاہرہ اس بتکدے میں اور اس مندر میں کیا جاتا ہے۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ سے سوال کیا گیا کہ کفار کی عبادت گاہوں کو بیت اللہ کہنا صحیح ہے؟ جواب میں تحریر فرمایا:

ليست بيوت الله! وإنما بيوت الله المساجد، بل هي بيوت يكفر فيها، وإن كان قد يذكر فيها، فالبيوت بمنزلة أهلها، وأهلها كفار، فهي بيوت عبادة الكفار. (فتاوى ابن تيمية رح ص١١٥، ج١)

ترجمہ: یہ بیت اللہ نہیں، بیت اللہ مسجدیں ہیں۔ یہ تو وہ جگہیں ہیں جہاں کفر ہوتا ہے۔ اگرچہ ان میں ذکر بھی ہوتا ہو۔ پس مکانات کا وہی حکم ہے جو ان کے بانیوں کا ہے، ان کے بانی کافر ہیں، لہٰذا یہ کافروں کے عبادت خانے ہیں" (فتاویٰ ابن تیمیہ صفحہ ۱۱۵ جلد ۱)

ظاہر ہے کہ کفر معنوی نجاست ہے، پس جس طرح سی نجاست خانے پر کلمہ طیبہ کا بورڈ لگانا کلمہ طیبہ کی توہین اور بے ادبی ہے۔ اسی طرح بیت الکفر پر کلمہ طیبہ کا آویزاں کرنا بھی کلمہ طیبہ کی تذلیل ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔
قانون امتناع قادیانیت کا نفاذ بھی ایسے جرائم کے تدارک کے لئے ہوا ہے۔

مذہبی آزادی کا صحیح تصور :

دور جدید میں ترقی یافتہ، لیکن لادین اقوام کی طرف سے "فرد کی آزادی" کا ایسا صور پھونکا گیا اور اس کے سحر آفریں نعرے نے کچھ لوگوں کو ایسا مسحور کیا کہ وہ "فرد کی آزادی" کے حدود و قیود ہی بھول گئے۔

مغرب میں "فرد کی آزادی" کو پانچ قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ آزادی تقریر۔
۲۔ آزادی تحریر۔
۳۔ آزادی انجمن سازی۔
۴۔ آزادی مذہب۔
۵۔ آزادی بود و باش۔

دنیا کے کسی مذہب میں "فرد کی آزادی" کی پانچوں اقسام کا مفہوم "مادر پدر آزادی" نہیں، بلکہ اس کے لئے بھی حدود و قیود ہیں۔
اول ــ یہ کہ یہ آزادی اخلاق و تہذیب کے دائرے سے باہر نہ ہو۔
دوم ــ یہ کہ یہ آزادی آئین و قانون کے دائرے میں ہو۔
سوم ــ یہ کہ ایک فرد کی آزادی سے معاشرہ کا امن و سکون غارت نہ ہو، اور دوسروں کے حقوق اس سے متاثر نہ ہوں۔ جو آزادی کے دائرہ تہذیب سے، باہر ہوں جس آزادی میں آئین و قانون کو ملحوظ نہ رکھا جائے۔ اور جس آزادی سے معاشرہ کا امن و سکون تہہ و بالا ہو جائے یا دوسروں کے حقوق متاثر ہوں ایسی آزادی پر ہر مہذب معاشرہ پابندی عائد کرے گا، مشہور ہے کہ ایک شخص بے ہنگم طریقے سے اپنا ہاتھ گھمارہا تھا، اس کا ہاتھ کسی کی ناک پر لگا، ناک والے نے اس پر احتجاج کیا تو آپ فرماتے ہیں کہ آزادی کا زمانہ ہے، مجھے اپنا ہاتھ گھمانے کی مکمل آزادی ہے۔ آپ میری آزادی میں خلل انداز نہیں ہو سکتے، جواب میں اس زخمی شخص نے کہا کہ آپ

کو بلاشبہ آزادی ہے۔ جس طرح چاہیں ہاتھ گھمائیں۔ مگر یہ ملحوظ رہے کہ آپ کی آزادی کی حد میری ناک سے ورے ورے تک ہے، جہاں سے میری ناک کی سرحد شروع ہوئی وہاں سے آپ کی آزادی ختم۔

الغرض آزادی تحریر و تقریر ہو، آزادی مذہب و انجمن ہو یا آزادی بود و باش ہو۔ ان میں سے کوئی آزادی بھی حدود و قیود سے ماورا نہیں۔ مثلاً:

۱۔ آزادی تقریر کو لیجئے! ہر شخص کو حق ہے کہ اپنی زبان کو جس طرح چاہے چلائے، لیکن شرط یہ ہے کہ:

الف: لوگوں پر بہتان تراشی نہ کرے۔

ب: لوگوں کو ملکی آئین کے خلاف بغاوت پر نہ اکسائے۔

ج: غیر قانونی طریقہ سے حکومت کا تختہ الٹنے کی دعوت نہ دے۔

د: اپنی تقریر میں دشنام طرازی نہ کرے اور مغلظات نہ بکے، حکومت کے کارندوں کو چور، ڈاکو، بدمعاش اور حرام خور کے خطابات سے نہ نوازے۔

ہ: کسی کے گھر کے سامنے، کسی کے دفتر کے سامنے اور کسی نجی محفل کے پاس ایسا شور نہ کرے کہ لوگوں کا امن و سکون غارت ہو جائے۔

اگر کوئی شخص "آزادی تقریر" کی آڑ لے کر ان حدود کو پھلانگنے کی جرأت کرتا ہے تو ہر مہذب ملک کا قانون حرکت میں آئے گا۔ اور اس شخص کو آزادی کے غلط مفہوم کا تلخ ذائقہ چکھنا پڑے گا۔

۲۔ آزادی تحریر:

جدید دور میں آزادی تحریر کا غلغلہ بلند ہے، اور آزادی تحریر پر قدغن لگانے کے لئے احتجاج کیا جاتا ہے۔ اس آزادی کا زیادہ تعلق اخبارات و رسائل، کتب اور لٹریچر اور مقالات و مضامین سے ہے۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ ہر مہذب ملک میں پریس کے قوانین موجود ہیں۔ اور کسی کو یہ حق نہیں دیا جاتا کہ ان قوانین سے بالاتر ہو کر "آزادی تحریر" کا مظاہرہ کرے، اگر کوئی اخبار نویس دوسروں کو فحش مغلظات بکتا ہے، کسی پر ناروا تہمتیں دھرتا ہے، لوگوں کو آئین و قانون سے بغاوت کی دعوت دیتا ہے۔ فوج یا عدلیہ کی توہین کرتا ہے یا معاشرہ میں اخلاقی انارکی

پھیلاتا ہے تو قلم کی اس آزادی کو لگام دینے کے لئے قانونی حرکت میں آئے گا، اور ایسے شخص کو پس دیوار زندان بھیجا جائے گا، یا پھر اس کا صحیح مقام دماغی شفاخانہ ہوگا۔ الغرض کسی بھی مہذب معاشرہ میں "آزادی قلم" کے یہ معنی ہر گز نہیں کہ ان "آزاد صاحب" کو لوگوں کی عزت و آبرو سے کھیلنے اور معاشرہ کی زندگی اجیرن کرنے کا بھی حق حاصل ہے۔

آزادی انجمن سازی :

ہم ذوق و ہم لوگوں کو اختیار ہے کہ اپنی ایک انجمن بنائیں، اور اپنی جماعت تشکیل دیں، لیکن یہ آزادی بھی اخلاق و قانون کے دائرے میں محدود رہنی چاہئے، اگر بدنام قسم کے ڈاکو "انجمن قزاقاں" کے نام سے ایک تنظیم بنائیں، اور اس تنظیم کے اصول و قواعد مرتب کریں۔ اور انہیں اخباروں میں، رسالوں میں، کتابوں میں شائع کریں تو کوئی مہذب حکومت اور مہذب معاشرہ اس کی اجازت نہیں دے گا، بلکہ ایسی تنظیم کو خلاف قانون قرار دیا جائے گا۔ اور اس تنظیم کے ارکان اگر حکومت کی گرفت میں آجائیں تو ان کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

اسی طرح حکومت کے باغیوں کا گروپ اگر "انجمن باغیان" بنانے کا اعلان کرے تو اس کا جو حشر ہوگا وہ سب کو معلوم ہے، اس سے ثابت ہوا کہ انجمن سازی کی آزادی بھی مادر پدر آزادی نہیں، بلکہ اخلاق و قانون کے حدود کی پابند ہے۔

۴ــــ آزادی بود و باش :

ہر شخص کو آزادی ہے کہ جیسے مکان میں چاہے رہے، جب کھانا چاہے کھائے، جیسا لباس چاہے پہنے، جیسی معاشرت چاہے اختیار کرے، لیکن یہ آزادی بھی غیر محدود نہیں۔ بلکہ اس پر کچھ اخلاقی و قانونی پابندیاں عائد ہوں گی، چنانچہ سکونتی مکان کی تعمیر میں اسے بلدیہ کے قواعد کی پابندی کرنی ہوگی۔

لباس کی تراش خراش کا اختیار ہے، لیکن اگر کوئی شخص پولیس یا فوج کی وردی پہن کر نکلے گا تو گرفتار کر لیا جائے گا، اپنے گھر میں اگر چاہے تو ملکہ برطانیہ کا تاج بھی زیب سر کرے۔ لیکن اگر جذبہ آزادی کی چھلانگ لگا کر تاج برطانیہ کو سر عام پہنے گا تو دست اندازی پولیس کا مستوجب ہوگا، اپنے گھر میں جو گائے بجائے، لیکن اگر مکان کی چھت پر چڑھ کر طبل غازی بجانے لگے تو فوراً

اس کو منع کیا جائے گا۔ گھر میں آزاد ہے کہ لنگی پہنے یا بنیان، یا اپنے بند کمرے میں لباس بے لباسی زیب تن کرے، لیکن اگر اسی لباس بے لباسی میں لوگوں کے سامنے آئے گا تو دھر لیا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ آزادی بود و باش بھی بے قید نہیں، بلکہ عقلائے عالم اس آزادی کو اخلاق و قانون کے دائرے میں رکھنے پر متفق ہیں، خلاصہ یہ کہ ان تمام قسم کی آزادیوں کے لئے شرط یہ ہے کہ ایک فرد کی آزادی، دوسروں کی آزادی میں خلل انداز نہ ہو۔ اور اس آزادی سے دوسروں کا امن و سکون تہہ و بالا نہ ہو۔

۵ ـــ آزادی مذہب :

اسی طرح ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس مذہب کو چاہے اختیار کرے، خدا کو مانے یا نہ مانے، کرشن مہاراج کو مانے، ہنومان جی کی پوجا کرے۔ زر تشت کو مانے، یہودی مذہب کو اپنائے، عیسائی مذہب کو اختیار کرے، یا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، کسی شخص کو کسی دین و مذہب کے قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ دین و مذہب کا معاملہ عقیدہ و نجات آخرت کا معاملہ ہے۔ اور یہ خود اختیاری معاملہ ہے، اس میں کسی پر جبر نہیں کیا جا سکتا، لیکن یہ آزادی اخلاق و قانون سے ماورا نہیں، بلکہ یہ آزادی بھی اخلاق و قانون کے دائرے میں محدود ہے، مثلاً ایک پابندی تو اس پر اس مذہب کی طرف سے عائد ہوگی جس کو وہ قبول کرنے جا رہا ہے کہ اگر وہ اس مذہب کو قبول کرنا چاہتا ہے تو اس مذہب کو قبول کرنے سے پہلے اس کے اصول کو خوب ٹھونک بجا کر دیکھ لے، اور گہری نظر سے ان کا مطالعہ کر لے یہ دیکھ لے کہ اس کے لئے قابل قبول بھی ہیں یا نہیں؟ اور جب اس مذہب کو قبول کر لے گا تو اس مذہب کے تمام مسلمہ اصول کی پابندی اس پر لازم ہوگی، اور اس مذہب کے مسلمہ اصول سے انحراف اس کے لئے جائز نہیں ہوگا۔ اگر یہ شخص اس مذہب کو قبول کرنے کا التزام بھی کرتا ہے اس کے باوجود اس مذہب کے اصول مسلمہ سے انحراف کرتا ہے تو اس مذہب کو اس کے خلاف کارروائی کا پورا حق حاصل ہوگا۔

دوسری پابندی اس پر دوسرے مذاہب کی طرف سے عائد ہوگی کہ اس کی "مذہبی آزادی" سے دوسروں کی مذہبی آزادی متاثر نہ ہو، مثلاً ایک شخص اپنے دوستوں کی ایک جماعت بنا لیتا ہے اور پھر یہودی مذہب کے ماننے والوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ میں موسیٰ علیہ السلام ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے دوبارہ بھیجا ہے تاکہ میں توریت کی تجدید کروں، اور سچی یہودیت کو لوگوں کے سامنے پیش کروں۔ چونکہ سچا یہودی مذہب وہ ہے جو میں بیان کر رہا ہوں

لہٰذا تمام یہودی برادری کا فرض ہے کہ مجھ پر ایمان لائے، مجھے موسیٰ علیہ السلام کی حیثیت سے تسلیم کریں، اور میری پیروی کریں۔ کیونکہ صرف میری تعلیم ان کے لئے مدار نجات ہے، جو لوگ مجھے نہیں مانیں گے وہ یہودی مذہب کے دائرے سے خارج ہیں، وغیرہ۔ وغیرہ

یہ شخص اپنے ان خیالات کو کتابوں میں، رسالوں میں اور اخباروں میں شائع کرتا ہے، اس کے ان خیالات سے یہودی برادری میں اشتعال پیدا ہوتا ہے، اور اس کا یہ دل آزار رویہ یہودی برادری کے لئے ناقابل برداشت ہو جاتا ہے، یہاں تک نوبت مناظروں مباحثوں سے گزر کر فتنہ و فساد تک پہنچ جاتی ہے، ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے معمولی عقل و دانش سے نوازا ہے اس شخص کے رویہ کو یہودی مذہب میں مداخلت قرار دے گا، اور اس کی اس "غلط مذہبی آزادی" پر پابندی عائد کرنے کے حق میں رائے دے گا۔

یا مثلاً ایک عیسائیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ میں عیسیٰ علیہ السلام ہوں، اور وہی تقریر جو اوپر یہودیت کے بارے میں ذکر کی گئی ہے۔ عیسائیوں کے بارے میں کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی اس اشتعال انگیزی سے عیسائی برادری کے دل مجروح ہوتے ہیں، اور دونوں کے درمیان تصادم کی نوبت آجاتی ہے تو یہاں بھی اس شخص کے رویہ پر نفرین کی جائے گی، اور عیسائی مذہب کے استحصال سے روکا جائے گا۔

یا مثلاً ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ (نعوذ باللہ) میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں دوبارہ مبعوث فرمایا ہے، مسلمان جس اسلام کو لئے پھرتے ہیں وہ مردہ اسلام ہے، زندہ اسلام وہ ہے جو میں پیش کر رہا ہوں، اب صرف میری پیروی مدار نجات ہے، صرف میرے ماننے والے مسلمان ہیں۔ باقی سب دائرہ اسلام سے خارج ہیں، وغیرہ۔ وغیرہ اس شخص کی یہ حرکتیں مسلمانوں کے لئے حد درجہ اذیت کا باعث بنتی ہیں۔

ان میں اشتعال پیدا ہوتا ہے، اور وہ اس موذی کی ان اشتعال انگیز حرکتوں کے خلاف سراپا احتجاج بن جاتے ہیں، ظاہر ہے کہ اس شخص کی اس اشتعال انگیزی کو "مذہبی آزادی" کا نام دینا غلط ہے، یہ "مذہبی آزادی" نہیں، بلکہ مسلمانوں کے دین و مذہب میں مداخلت ہے، اور ان کے مذہب پر ڈاکہ ڈالنا ہے، پس جس طرح دنیا کی کوئی عدالت "انجمن قزاقاں" قائم کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ اسی طرح دنیا کی کوئی عدالت اس شخص کی جماعت کو "مذہبی قزاقی" کی اجازت نہیں دے سکتی۔

الغرض "مذہبی آزادی" سر آنکھوں پر، لیکن مذہبی آزادی کے نام پر "مذہبی قزاقی" کی اجازت دینا عدل و انصاف کا خون کرنا ہے۔

قادیانیوں کی مذہبی آزادی اور ہمارا آئین :

قادیانیوں کی طرف سے عدالت ہذا میں یہ نکتہ اٹھایا گیا ہے کہ اگرچہ پاکستان کے آئین کی رو سے ہم غیر مسلم ہیں۔ لیکن تمہارا آئین غیر مسلم اقلیتوں کو مذہبی آزادی دیتا ہے، لہٰذا ہمارا جو مذہب بھی ہو ہمیں اس کی پوری آزادی ملنی چاہئے۔ اور یہ کہ "قانون امتناع قادیانیت" جو اس آئینی حق سے ہمیں محروم کرتا ہے اس کو منسوخ قرار دیا جائے۔

قادیانیوں کے اس نکتہ پر غور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ قادیانیت کیا چیز ہے، اور آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس سلسلہ چند معروضات پیش خدمت ہیں :

۱۔ امت اسلامیہ کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ بند ہے، اب قیامت تک کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی۔

۲۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں (جو ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئی تھی قرآن کریم کی آیات اور اپنے الہامات کے حوالے سے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور یہ کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا مثیل بن کر تجدید اسلام کے لئے آیا ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۹۸/ ۴۹۹، ۵۰۵)

۱۸۹۱ء میں دعویٰ کیا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ وہ دوبارہ نہیں آئیں گے، اور یہ کہ ان کی جگہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے۔

۱۹۰۱ء میں دعویٰ کیا کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ثانی ہے۔ اس لئے نہ صرف نبی و رسول ہے، بلکہ بعینہ خاتم الانبیاء ہے۔

۳۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روپ دھارنے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے وہ تمام آیات اپنی ذات پر چسپاں کر لیں جو قرآن کریم میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

بطور مثال یہاں بیں آیات کا حوالہ دیا جاتا ہے :

۱۔ ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ﴾

(ایک غلطی کا ازالہ ص۳ تذکرہ ص۹۷ طبع چہارم)

ترجمہ...... محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا رسول ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں۔ وہ کفار پر سخت ہیں۔ یعنی کفار ان کے سامنے لاجواب اور عاجز ہیں۔ اور ان کی حقانیت کی ہیبت کافروں کے دلوں پر مستولی ہے ـــــ اور وہ لوگ آپس میں رحم کرتے ہیں۔

۲- ﴿هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ

(تذکرہ صفحہ ۳۸۷/ ۳۸۸، طبع چہارم)

ترجمہ...... خدا وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے۔

۳- ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ﴾

(آل عمران ۳۱) (حقیقت الوحی صفحہ ۸۲)

ترجمہ...... ان کو کہہ کہ تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو خدا بھی تم سے محبت کرے۔

٤- ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾

(الأعراف ۱۵۸) (تذکرہ ص ۳۵۲، طبع چہارم)

ترجمہ...... اور کہہ کہ اے لوگو ! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

۵ - ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾

(النجم ۳-٤) (تذکرہ ص ۳۷۸)

ترجمہ...... اور وہ اپنی خواہش کے ماتحت نہیں بولتا۔ بلکہ وحی کا تابع ہے۔ جو نازل کی جاتی ہے۔

٦- ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللهَ يَدُ اللهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ﴾

(الفتح ۱۰) (حقیقۃ الوحی ص۸۰)

ترجمہ...... وہ لوگ جو تیرے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں۔ وہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھ پر ہے۔

۷- ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾

(حقیقۃ الوحی ص۸۱)

ترجمہ...... ان کو کہہ کہ میں تو ایک انسان ہوں۔ میری طرف یہ وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے۔

۸- ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا . لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾

(الفتح ۱) (حقیقۃ الوحی ص۹۱)

ترجمہ...... میں ایک عظیم فتح تجھ کو عطا کروں گا۔ جو کھلی کھلی فتح ہوگی۔ تاکہ تیرا خدا تیرے تمام گناہ بخش دے جو پہلے ہیں اور پچھلے ہیں۔

۹- ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولًا﴾

(المزمل - ۱۵) (حقیقۃ الوحی ص۱۰۱)

ترجمہ...... ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اس رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔

۱۰- ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾ (الکوثر ۱) (حقیقۃ الوحی ص۱۰۲)

ترجمہ...... ہم نے کثرت سے تجھے دیا ہے۔

۱۱-﴿ اراد الله أن يبعثك مقاما محمودا ﴾ (حقیقۃ الوحی ص۱۰۲)

ترجمہ ...... خدا نے ارادہ کیا ہے جو تجھے وہ مقام بخشے جس میں تو تعریف کیا جائے گا۔

۱۲- ﴿يس . وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ . إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ . عَلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾

(حقیقت الوحی صفحہ ۱۰۷ تذکرہ صفحہ ۴۷۹)

ترجمہ...... اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر۔

۱۳- ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللهَ رَمَى﴾ (الأنفال ۱۷) (حقیقۃ الوحی ص۷۰)

ترجمہ...... جو کچھ تو نے چلایا وہ تو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا۔

۱۴- ﴿اَلرَّحْمٰنُ . عَلَّمَ الْقُرْآنَ﴾ (الرحمن ۱) (حقیقۃ الوحی ص۷۰)

ترجمہ...... خدا نے تجھے قرآن سکھلایا یعنی اس کے صحیح معنی تجھ پر ظاہر کئے۔

۱۵-﴿قل انی امرت وانا اول المومنين﴾ (حقیقۃ الوحی ص۷۰)

ترجمہ کہہ میں خدا کی طرف سے مامور ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔

۱۶- ﴿واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک﴾ (الکہف ۲۷) (أیضا ص۷۱)

ترجمہ... اور جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیرے پر وحی نازل کی گئی ہے وہ ان لوگوں کو سنا جو تیری جماعت میں داخل ہوں گے۔

۱۷- ﴿وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا﴾ (الاحزاب۴۶) (أیضا ص ۷۵)

ترجمہ... اور خدا کی طرف بلاتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے۔

۱۸- ﴿ دنی فتدلی۔ فکان قاب قوسین او ادنی﴾

(النجم ۸-۹) (أیضا ص۷۶)

ترجمہ... وہ خدا سے نزدیک ہوا پھر مخلوق کی طرف جھکا اور خدا اور مخلوق کے درمیان ایسا ہو گیا جیسا کہ دو قوسوں کے درمیان خط ہوتا ہے۔

۱۹- ﴿سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا﴾ (الاسراء ۱) (أیضا ص۷۸)

ترجمہ... وہ پاک ذات وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے سیر کرا دیا۔

۲۰- ﴿وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین﴾ (الانبیاء ۱۰۷) (اربعین نمبر ۲ ص ۳۲)

ترجمہ... اور ہم نے دنیا پر رحمت کرنے کے لئے تجھے بھیجا ہے۔

ہر مسلمان واقف ہے کہ یہ آیات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے پوری ڈھٹائی کے ساتھ ان کو اپنی ذات پر چسپاں کر لیا۔

.. علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا۔ حتیٰ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہونے کا دم بھرا۔ اس کی بہت سی عبارتوں میں سے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

مرزا افضل الرسل:

الف: "آسمان سے کئی تخت اترے مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔"

(مرزا کا الہام۔ مندرجہ تذکرہ طبع دوم صفحہ ۳۴۶)

ب: "کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور وہ سارے کمالات حضرت رسول کریمؐ سے ظلی طور پر

ہم کو عطا کئے گئے، اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے...... پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریمؐ کے ظل ہیں۔ "

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۷۰۔ مطبوعہ ربوہ)

فخر اولین و آخرین :

ج : روزنامہ الفضل قادیان مسلمانوں کو للکارتے ہوئے کہتا ہے :

"اے مسلمان کہلانے والو! اگر تم واقعی اسلام کا بول بالا چاہتے ہو اور باقی دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہو تو پہلے خود سچے اسلام کی طرف آجاؤ (یعنی مسلمانوں کا اسلام جھوٹا ہے۔ نعوذ باللہ ناقل) جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) میں ہو کر ملتا ہے، اسی کے طفیل آج بر و تقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں، اسی کی پیروی سے انسان فلاح و نجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے وہ وہی فخر اولین و آخرین ہے، جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا۔ "

(الفضل قادیان۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۷ء بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ ۲۱۱، صفحہ ۲۱۲ طبع نہم۔ لاہور)

پہلے محمد رسول اللہ سے بڑھ کر :

د : "اور جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے، جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی، پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا، بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کی طرح ہے۔ "

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۱)

ہ : مرزا کے مرید قاضی ظہور الدین اکمل نے مرزا کی شان میں ایک قصیدہ لکھا، جو خوش خط لکھ کر فریم کرا کر مرزا کی خدمت میں پیش کیا۔ اور پھر وہ قصیدہ مرزا کے اخبار بدر میں شائع ہوا۔ اس کے چند شعر ملاحظہ ہوں :

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں غلام احمد ہوا دار الاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں

غلام احمد رسول اللہ ہے برحق شرف پایا ہے، نوع انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں
(اخبار بدر قادیاں ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶)

و : مرزا قادیانی نے خطبہ الہامیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی بعثت اور قادیانی ظہور کے درمیان تقابل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی بعثت کے زمانہ میں اسلام ہلال کی مانند تھا، جس میں کوئی روشنی نہیں ہوتی۔ اور قادیانی بعثت کے زمانے میں اسلام بدر کامل کی طرح روشن اور منور ہو گیا۔

چنانچہ ملاحظہ ہو :۔

"اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا، اور مقدر تھا کہ انجام کار آخری زمانہ میں بدر (چودھویں کا چاند) ہو جائے، خدا تعالیٰ کے حکم سے ـــــ پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کے رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو (یعنی چودھویں صدی) ۔"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۴)

ز : مرزا غلام احمد کا لڑکا مرزا بشیراحمد ایم اے ـــــ کلمۃ الفصل میں اسی "ہلال و بدر" کی نسبت کے حوالے سے لکھتا ہے :

" آنحضرت کے بعثت اول میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔ لیکن ان کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی ہتک اور آیت اللہ سے استہزا ہے۔ حلانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت کی بعث اول و ثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔ "

(اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۶۴)

بڑی فتح مبین :

ح : مرزا نے اظہار افضلیت کے لئے ایک عنوان یہ اختیار کیا کہ مرزا قادیانی کے زمانہ کی فتح مبین، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مبین سے بڑھ کر ہے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانے میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی جو کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے۔ اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا وقت ہو۔"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۹۳۔ ۱۹۴)

روحانی کمالات کی ابتدا اور انتہا:

ط: یہ بھی کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی بعثت کا زمانہ روحانی ترقیات کا پہلا قدم تھا اور قادیانی ظہور کا زمانہ روحانی ترقیات کی آخری معراج ہے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں (یعنی کی بعثت میں) اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا۔ اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا، بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔"

(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۷)

ذہنی ارتقا:

ی: مرزا کے مریدوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تھا،

چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا ذہنی ارتقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا...... اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو آنحضرت صلعم پر حاصل ہے، نبی کریم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی، اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ان کا پورا ظہور ہوا۔"

(ریویو، مئی ۱۹۲۹ء، بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ ۲۶۶ اشاعت نہم مطبوعہ۔ لاہور)

عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں مرزا کی تعلیاں:

اسلامی عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام جلیل القدر صاحب شریعت رسول ہیں۔ مرزا قادیانی نے ان کے مقابلے میں بطور خاص تعلی کا مظاہرہ کیا۔
اس کے چند حوالے ملاحظہ فرمایئے:

الف: "اے عیسائی مشنریو اب ربنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔"

(دافع البلا صفحہ ۱۳)

ب: "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔"

(دافع البلا صفحہ ۱۳)

ج: "خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸)

د: "پھر جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانے کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے۔ تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۵)

ہ: "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(دافع البلا صفحہ ۲۰)

ز: "اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح بن مریم

میرے زمانے میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ پر ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلانہ سکتا۔"

(کشتی نوح صفحہ ۵۶)

۵ ــ مرزا نے اپنی نام نہاد وحی کو توریت، انجیل اور قرآن کی طرح قطعی قرار دیا:

الف : "اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔ جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے۔ اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔"
(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۸)

ب : "یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہوا یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اس کی روشنی ہے ایسا ہی میں اس کلام میں بھی شک نہیں کر سکتا۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے۔ اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔ یہ تو ممکن ہے کہ کلام الٰہی کے معنی کرنے میں بعض مواقع میں۔ ایک وقت تک مجھ سے خطا ہو جائے مگر یہ ممکن نہیں کہ میں شک کروں کہ خدا کا کلام نہیں۔"
(تجلیات الٰہی صفحہ ۲۰ طبع ربوہ)

ج : "میں خدا تعالیٰ کی تیئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰)

۶ ــ قطعی رسالت و نبوت اور توریت و انجیل اور قرآن جیسی وحی کے دعویٰ کے ساتھ مرزا نے تمام

انسانوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دی اس کے بے شمار حوالوں میں سے چند حوالے، ملاحظہ فرمائیں:

الف : ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾
(تذکرہ ص ۳۵۲، طبع چہارم)

"اور کہہ اے لوگو! میں تم سب لوگوں کی طرف خدا کا رسول ہو کر آیا ہوں۔"

ب: ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولًا﴾
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۱)

"ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے۔ اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔"

ج: قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مؤمنین۔

(تذکرہ صفحہ ۱۱۳)

"کہہ خدا کی طرف سے نور اترا ہے سو تم اگر مومن ہو تو انکار مت کرو۔"

د: "مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"
(کشتی نوح صفحہ ۵٦)

ے ــــ جو لوگ مرزا کی خود ساختہ خانہ ساز نبوت پر ایمان نہیں لائے ان کو کافر د مشرک، دوزخی، یہودی، بلکہ کتے، خنزیر، حرامزادے اور کنجریوں کی اولاد قرار دیا: اس کے چند حوالے ملاحظہ فرمایئے۔

الف: قل يا أيها الكفار إني من الصادقين۔

(مرزا کا الہام مندرجہ تذکرۃ ص۳۷۳، طبع چہارم)

ترجمہ..... کہہ اے کافرو! میں سچا ہوں۔

ب: ويقول الذين كفروا لست مرسلا ۔

(مرزا کا الہام مندرجہ مباحثہ راولپنڈی ص ۲٤۰)

ترجمہ..... اور کافر کہتے ہیں کہ تو مرسل نہیں۔

ج: تلك كتب ينظر إليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي إلا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون. (آئینہ کملات اسلام صفحہ ۵۴۷ - ۵۴۸)

ترجمہ..... ہر مسلمان میری کتابوں کو محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور مجھے قبول کرتا ہے لیکن رنڈیوں و زنا کاروں کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کر دی وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔

د: اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں پس حلال زادہ بننے کے لئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور عیسائیوں کو غالب اور فتحیاب سے قرار دیتا ہے تو میری اس حجت کو واقعی طور پر رفع کرے جو میں نے پیش کی ہے پس اس پر کھانا پینا حرام ہے اگر وہ اس اشتہار کو پڑھے اور مسٹر عبداللہ آتھم کے پاس نہ جائے اور اگر خداوند تعالیٰ کے خوف سے نہیں تو اس گندے لقب کے خوف سے بہت زور لگا دے تاکہ وہ کلمات مذکورہ کا اقرار دیں اور تین ہزار روپیہ لے لیں اور یہ کارروائی کر دکھائیں پس اگر عبداللہ آتھم عہد قرار دادہ سے بچ جائے تو بے شک تمام دنیا میں مشہور کر دے کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی ورنہ حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔ (انوار الاسلام صفحہ ۳۰ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۲)

ہ:

"دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے۔ اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۵۳)

ط:

"جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔"

(نزول المسیح صفحہ ۴ حاشیہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۲)

۸ ـــ مرزا نے اپنی تعلیم اور اپنی وحی کو تمام انسانوں کے لئے مدار نجات قرار دیا

الف : "ان کو کہہ! کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تاکہ خدا بھی تم سے محبت کرے۔"

(مرزا قادیانی کا الہام مندرجہ حقیقۃ الوحی ۸۲)

ب : "چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہیں بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے۔ فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا...... اب دیکھو! خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے۔ اور جس کے کان ہوں سنے۔"

(اربعین ۴ صفحہ ۷ حاشیہ)

۹ ـــ مرزا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام کو مردار اور لعنتی دین قرار دیا، جب تک کہ مرزا کو نہ مانا جائے۔

مردہ اسلام :

یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کے بغیر دین اسلام مردہ ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو :

الف : "غالباً ۱۹۰۶ء میں خواجہ کمال الدین صاحب کی تحریک سے اخبار وطن کے ایڈیٹر کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب نے ایک سمجھوتا کیا کہ ریویو آف ریلیجنز میں سلسلہ کے متعلق کوئی مضمون نہ ہو، صرف عام اسلامی مضامین ہوں۔ اور وطن کے ایڈیٹر رسالہ ریویو کی امداد کا پراپیگنڈا اپنے اخبار میں کریں گے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجویز کو ناپسند فرمایا اور جماعت میں بھی عام طور پر اس کی بہت مخالفت کی گئی۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ کیا مجھے چھوڑ کر تم مردہ اسلام دنیا کے سامنے پیش کرو گے؟۔"

(ذکر حبیب، مولفہ مفتی محمد صادق قادیانی صفحہ ۱۴۶۔ طبع اول قادیان)

ب : "ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو (جیسا کہ دین ناقل) وہ مردہ ہے، یہودیوں، عیسائیوں، ہندؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں

تو اس لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا، اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں، آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہئے۔ "
(ملفوظات مرزا جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ ربوہ)

ج : " حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کی زندگی میں مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز پر ۱۹۰۵ء میں ایڈیٹر اخبار وطن نے ایک فنڈ اس غرض سے شروع کیا تھا کہ اس سے ریویو آف ریلیجنز کی کاپیاں بیرونی ممالک میں بھیجی جائیں بشرطیکہ اس میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام نہ ہو مگر حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے اس تجویز کو اس بنا پر رد کر دیا کہ مجھ کو چھوڑ کر کیا مردہ اسلام پیش کرو گے؟ اس پر ایڈیٹر صاحب وطن نے اس چندے کے بند کرنے کا اعلان کر دیا۔ "
(اخبار الفضل قادیان جلد ٦ شمارہ ۳۲ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۳۵۸)

لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت :

د : " وہ دین دین نہیں اور نہ وہ نبی نبی ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ (یعنی نبوت۔ ناقل) سے مشرف ہو سکے، وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھلاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر (یعنی شریعت محمدیہ پر جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ ناقل) انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الٰہی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے...... سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔ "
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹)

ہ : " یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا...... میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانے میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہو گا (دریں چہ شک؟ ناقل) میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔ "
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۳)

۱۰ ـــ قادیانیوں نے تمام مسلمانوں کو خارج از اسلام قرار دے کر گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے کلمہ کو منسوخ قرار دیا کہ کوئی شخص اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے سے مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس کا بھی بر ملا اعتراف کیا کہ قادیانیوں کے کلمہ میں مرزا غلام قادیانی بھی داخل ہے :

مرزا بشیر احمد ایم۔ اے لکھتا ہے :

"ہاں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے آنے سے (کلمہ کے مفہوم میں) ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت سے پہلے تو "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں صرف آپ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے، مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت کے بعد "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہو گئی، لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ "لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ" کلمہ باطل نہیں ہوتا بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے (کیونکہ زیادہ شان والا نبی مرزا قادیانی اس کے مفہوم میں داخل ہو گیا۔ ہاں مرزا کے بغیر یہ کلمہ مہمل، بے کار اور باطل رہا اسی وجہ سے مرزا کے بغیر اس کلمہ کو پڑھنے والے کافر، بلکہ پکے کافر ٹھہرے۔ ناقل)

غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی آمد نے "محمد رسول اللہ" کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے۔" ؟

"علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریمؐ کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے : "صار وجودی وجودہ۔" (میرا وجود بعینہ محمد رسول اللہ کا وجود ہے ترجمہ از ناقل) نیز "من فرق بینی وبین المصطفٰی فما عرفنی ومارای (جس نے میرے درمیان اور مصطفٰیؐ کے درمیان تفریق کی، اس نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ دیکھا ترجمہ از ناقل) اور یہ اسلئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبین کو دنیا میں مبعوث کرے گا، جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔ فتدبروا۔"

(کلمۃ الفصل صفحہ ۱۵۸)

ان تمام امور کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے "اسلام" کے نام پر ایک نیا دین پیش کیا۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام کے متوازی تھا۔ یہ تھی مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان تنازع کی بنیاد۔۔۔۔ مسلمان جس دین اسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نسلاً بعد نسل نقل کرتے ہوئے چلے آرہے تھے قادیانیوں کی طرف سے اس کی توہین و تذلیل کی جارہی تھی۔ اور اس اسلام کے بالمقابل غلام احمد قادیانی کا لایا ہوا مذہب اسلام کے نام سے پیش کیا جارہا تھا۔ اور مرزا قادیانی کے یہ دعوے اور دعوت اسکی ذات یا اس کی جماعت کے افراد تک محدود نہیں، بلکہ مسلمانوں کے مجمعوں میں بلکہ ان کے گھروں میں جاکر اس کی تبلیغ کی جا رہی تھی، ان حالات میں مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہونا لازم تھا، اس کے باوجود مسلمانوں نے غیر معمولی صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا، اور مرزا قادیانی اور اس کی ذریت سے وہ سلوک نہیں کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موذیوں کے ساتھ سلوک کرنے کے مسلمان عادی ہیں، اور جس کا نمونہ مسیلمہ کذاب اور راجپال کے مقابلہ میں سامنے آچکا ہے، تاہم علمائے امت نے مناظروں اور مباحثوں کے ذریعے ان کو لاجواب کیا، اور دونوں طرف سے بے شمار کتابیں لکھی گئیں۔ بالآخر مباحثوں سے گزر کر نوبت مباہلوں تک پہنچی، اور دونوں فریقوں نے مباہلہ کے ذریعہ یہ مقدمہ اللہ تعالیٰ کی عدالت عظمیٰ میں پیش کیا۔ اور عدالت خداوندی نے ہمیشہ مرزا اور اس کی جماعت کو کافر، بے ایمان اور دجال و کذاب ٹھہرایا، یہاں بطور مثال ایک مباہلہ کا ذکر کر دینا کافی ہو گا:

"۱۰ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو عید گاہ امرتسر کے میدان میں مولانا عبدالحق غزنوی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے درمیان مباہلہ ہوا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ تھا کہ میں اور میرے ماننے والے مسلمان ہیں، اور مولانا عبدالحق غزنوی کا دعویٰ تھا کہ مرزا اور مرزا کے ماننے والے سب کافر، مرتد، زندیق، بے ایمان دجال اور اللہ و رسول کے دشمن ہیں۔ اور مرزا کی کتابیں کفریات کا مجموعہ ہیں۔

دونوں فریقوں میں سے ہر ایک نے میدان میں یہ دعا کی کہ یا اللہ! اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر لعنت فرما۔ اور تمام حاضرین نے مل کر آمین کہی۔"

(مجموعہ اشتہارات مرزا قادیانی صفحہ ۴۲۷ ومابعد جلد ۱)

یہ تو مباہلہ ہوا، جس میں فریقین نے اپنا فیصلہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا۔ مرزا غلام احمد نے ۲ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو خود لکھا کہ خدائی فیصلہ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مباہلہ کرنے والے دو فریقوں میں جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے۔

(ملفوظات مرزا قادیانی صفحہ ۴۴۰، ۴۴۱ جلد ۹)

چنانچہ اس اصول کے مطابق مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مولانا عبدالحق غزنویؒ کی زندگی میں وبائی ہیضہ سے ہلاک ہو گیا۔

(حیات ناصر صفحہ ۱۴)

اور مولانا مرحوم مرزا کے نو سال بعد تک باسلامت و کرامت رہے۔ ان کا انتقال ۱۶ مئی ۱۹۱۷ء کو ہوا۔

(رئیس قادیان صفحہ ۱۹۲ جلد ۲)

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مرزا قادیانی کو جھوٹا دجال قرار دیا، چنانچہ حدیث میں فرمایا: "میری امت میں جھوٹے دجال ہوں گے جو نبوت کے دعوے کریں گے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

(ترمذی صفحہ ۴۵ جلد ۲)

لیکن اللہ ورسول کے فیصلے کے باوجود قادیانیوں کو عبرت نہ ہوئی اور انہوں نے اپنا غیر مسلم ہونا تسلیم نہیں کیا۔ تا آنکہ علامہ اقبال مرحوم نے حکومت ہند سے مطالبہ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں نہایت شدت اختیار کر گئی تھیں۔ جس کا ذکر منیر انکوائری رپورٹ میں موجود ہے تو مسلمانوں نے علامہ اقبال والا مطالبہ اس وقت کی حکومت سے کیا۔ مگر ۱۹۵۳ء میں مسلمانوں کے معقول مطالبہ کو مارشل لا کے جبر اور گولی کی آواز سے دبا دیا گیا، بیس سال کے بعد پھر یہی مطالبہ اس وقت ابھرا جب ۱۹۷۴ء میں ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں نے نشتر کالج ملتان کے طلبہ پر تشدد کا مظاہرہ کیا، بالآخر قومی اسمبلی نے قادیانیوں کی دونوں جماعتوں کے سربراہوں کے بیانات سننے کے بعد فیصلہ کیا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ ان کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، چنانچہ آئینی طور پر ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا،

اب بھی حق وانصاف کا تقاضا یہ تھا کہ قادیانی اس آئینی فیصلہ کو قبول کر لیتے، اور "اسلام" کے نام کا استحصال نہ کرتے لیکن انہوں نے آئینی فیصلہ کا مذاق اڑا کر قوم اور قومی اسمبلی کی توہین کی، اور مسلمانوں سے کہا کہ ہم خدائی مسلمان ہیں۔ اور تم سرکاری مسلمان" ہو، انہوں نے نہ صرف اس پر اکتفا کیا بلکہ اپنی ارتدادی تبلیغ اور اشتعال انگیزی میں مزید اضافہ کر دیا۔ اور اندرون و بیرون ملک پاکستان کی حکومت اور پاکستان کے آئین کے خلاف زہر اگلنے لگے، ۱۹۷۴ء سے لے کر آج تک انہوں نے آئین پاکستان کے خلاف جو زہر افشانی کی ہے۔ اس کے لئے ایک دفتر درکار ہو گا، مگر یہاں ان کے چند حوالے بطور نمونہ نقل کرتا ہوں۔

"پاکستان کے آئین میں ہمارے وجود کی نفی کی گئی ہے، ہم اسے تسلیم نہیں کریں گے"

لندن میں احمدی رہنماؤں کی پریس کانفرنس

الف :

"لندن (نمائندہ جنگ) احمدی رہنماؤں نے کہا ہے کہ یہ قطعی "بے بنیاد" الزام ہے کہ احمدی تحریک کے بانی اور ان کے جانشینوں نے احمدی جماعت میں شامل نہ ہونے والے مسلمانوں کو کبھی غیر مسلم قرار دیا ہے انہوں نے کہا کہ نہ کبھی بانی تحریک احمدیہ نے کسی کو غیر مسلم کہا ہے اور نہ ان کے کسی جانشین نے مسلمانوں کو غیر مسلم کہا ہے جبکہ مسلمانوں نے پاکستان میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر ان کی اپنے قبرستانوں میں تدفین اور اپنی مساجد میں عبادت ممنوع قرار دے دی۔ یہ رہنما احمدی جماعت کی سہ روزہ سالانہ کانفرنس کے اختتام پر بدھ کو پکاڈلی۔ لندن کے ایک ریستوران میں پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے .... جس میں ضیاء حکومت کو تند و تیز تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور کہا گیا کہ پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف نفرت کی جو مہم شروع کی گئی تھی وہ اب بیرون ملک بھی پھیلنے لگی ہے۔ انہوں نے مغربی اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ سے اپیل کی کہ وہ جراح کا کردار ادا کرتے ہوئے اس کینسر کو پھیلنے سے قبل ہی اپنے نشتر سے کاٹ کر پھینک دے اور اپنی حکومتوں اور رائے عامہ کو احمدیوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف منظم کرے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں احمدیوں کے بنیادی حقوق سلب کرنے سے عالمی امن و استحکام کو خطرہ لاحق ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان کی شہ پر عرب ملکوں میں بھی احمدیوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ صدر ضیاء الحق کے نمائندے راجہ ظفر الحق کی ایماء پر مصری اسمبلی سے یہ قانون منظور کرانے کی کوشش کی گئی کہ جو شخص احمدی ہو جائے۔ اسے سزائے موت یا عمر قید کی سزا دی جا سکے ـــــ انہوں نے جنوبی افریقہ اور پاکستان کو ہم پلہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اگر جنوبی افریقہ میں رنگ کی وجہ سے، تو پاکستان میں مذہبی عقائد کی وجہ سے لوگوں کے ساتھ امتیازات روا رکھے جا رہے ہیں۔ انہوں نے ناموس رسولؐ کے تحفظ کے لئے نئے مجوزہ قانون پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس کے ذریعے عیسائیوں کو بھی ناموس رسولؐ کے نام پر سزا دی جا سکے گی۔ انہوں نے کہا کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

دستور کی پابند:

احمدی رہنماؤں سے جب دریافت کیا گیا کہ کیا وہ پاکستان کے دستور کو اور قومی اسمبلی کے بنائے ہوئے قوانین کو تسلیم کرلیں۔ تو وہ امن و تحفظ کے ساتھ اقلیت کے طور پر رہنے کی پیش کش قبول کرنے کے لئے تیار ہیں، تو انہوں نے کہا کہ ہم ایک ایسے دستور کو کیسے تسلیم کر سکتے ہیں جس میں ہمارے وجود کی نفی کی گئی ہو۔ ہمیں یہ دستور اس وقت تک قبول تھا، جب تک اس میں ترمیم نہیں کی گئی تھی۔ اس سے قبل ہم نے ہمیشہ حکومت کی حمایت کی۔ احمدی حضرات نے فوج اور سول انتظامیہ میں اعلیٰ عہدوں پر خدمات انجام دیں۔ اور وہ بیرونی دنیا میں پاکستان کے بہترین سفیر تھے۔ انہوں نے سوال کیا کہ ذوالفقار علی بھٹو اور ضیاء الحق کو کس نے یہ اختیار دیا تھا کہ وہ یہ طے کریں کون مسلمان ہے اور کون غیر مسلم ہے۔ اسی طرح کسی پارلیمنٹ کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ لوگوں کے عقائد کا فیصلہ کرے۔ برطانوی پارلیمنٹ کو یہ اختیار نہیں کہ وہ یہ قانون بنا سکے کہ کیتھولک یا میتھوڈسٹ عیسائی نہیں ہیں..........

(۳۱ جولائی ۱۹۸۶ء روز نامہ جنگ لندن)

ب:

"اسلام آباد (نمائندہ خصوصی) معلوم ہوا ہے کہ احمدیوں نے قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں قادیانیوں کی مخصوص نشستوں پر انتخاب سے لاتعلقی کا اعلان کیا ہے الیکشن کمیشن کے اعلان کے مطابق قومی اسمبلی اور سرحد و سندھ کی صوبائی اسمبلیوں میں قادیانیوں کی ایک ایک مخصوص نشست کے لئے منگل کو کاغذات نامزدگی وصول کئے جائیں گے۔ جماعت احمدیہ کے ترجمان نے بتایا ہے کہ مخصوص نشستوں پر کوئی قادیانی الیکشن میں حصہ نہیں لے گا ترجمان نے کہا کہ ۱۹۷۴ء کے آرڈیننس کو ہم تسلیم نہیں کرتے جس کی رو سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔ ترجمان کے مطابق جماعت احمدیہ نے آرڈیننس کے نفاذ کے بعد یہ فیصلہ کیا تھا کہ کوئی قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم تصور نہ کرے۔ ترجمان نے کہا کہ اگر کسی شخص نے احمدی کے طور پر مخصوص نشستوں میں حصہ لیا تو جماعت احمدیہ اس کی نمائندہ حیثیت تسلیم نہیں کرے گی۔

(۲۲ اگست ۱۹۸۹ء روز نامہ جنگ کراچی)

گویا آئینی فیصلہ کے بعد بھی صورت حال جوں کی توں رہی اور مسلمانوں کو قادیانیوں کی چیرہ دستیوں سے نجات نہیں ملی۔ نہ قادیانیوں نے اسلام اور اسلامی شعائر کے استحصال کو ترک کیا۔ بلاخر ۸۳ء ـ ۸۴ء میں پھر قادیانیوں کے خلاف تحریک اٹھی، اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کو

آئین میں غیر مسلم قرار دیئے جانے کے تقاضوں کو پورا کیا جائے، اور ان کو اسلام کے نام اور اسلامی شعائر کے استعمال سے روکا جائے، چنانچہ آئین کے منشا کی تکمیل کے لئے ۲۵ اپریل ۱۹۸۴ء کا قانون امتناع قادیانیت" نافذ کیا گیا۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ قانون قطعاً منصفانہ ہے اور اس کا منشا قادیانیوں کو مسلمانوں کے مذہب میں مداخلت کرنے اور اسلام کے شعائر کا استعمال کرنے سے باز رکھنا ہے، اور بس۔

مہذب ممالک میں مذہب کے پیروکاروں کو اپنے مذہبی رسوم ادا کرنے کی اس شرط پر اجازت دی جاتی ہے کہ دیگر باشندگان ملک کو ان سے اذیت نہ ہو، مثلاً مغربی ممالک میں مسلمانوں کو لاؤڈ اسپیکر پر اذان کہنے کی اجازت نہیں، کسی آبادی میں مسجد بنانے کی اجازت نہیں۔ جبکہ اہل محلّہ کو اس پر اعتراض ہو۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ قادیانی مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں تو رکھیں۔ اور اس کے دین پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو کریں، لیکن اسلام کے مقدس نام کو استعمال کر کے مسلمانوں کا مذاق نہ اڑائیں۔ اور اسلامی شعائر استعمال کر کے مسلمانوں کو دھوکا نہ دیں۔ مسلمان ان کو شعائر اسلام کی اجازت نہیں دے سکتے۔

آخر میں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ موجودہ "قانون امتناع قادیانیت" میں قادیانیوں کے ساتھ بے حد رعایت کی گئی ہے کہ ان کے وجود کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں بحیثیت غیر مسلم اقلیت کے رہنے کا حق دیا گیا ہے، ورنہ شرعی قانون کی رو سے قادیانی ٹولہ مرتد، زندیق اور واجب القتل ہے، اور ان کا حکم وہی ہے جو مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کا ہے، ان کی انجمن کو انجمن "قزاقان اسلام" اور " جماعت باغیان اسلام" کہنا بجا ہے، اگر قادیانی اپنا غیر مسلم اقلیت ہونا تسلیم نہیں کرتے اور اسلام کے مقدس شعائر سے کھیلنا بند نہیں کرتے تو علمائے اسلام، اسلامی قانون کی روشنی میں یہ فتویٰ دینے پر مجبور ہوں گے کہ قادیانی قزاقان اسلام. کے باغی اور واجب القتل ہیں، ان کو قتل کیا جائے۔ اور اس "انجمن قزاقان اسلام" کو خلاف قانون قرار دیا جائے۔

بہر حال اگر توہین عدالت جرم ہے (اور یقیناً جرم ہے) تو توہین رسالت بھی کچھ کم جرم نہیں۔ اور اگر ملک و ملت کے خلاف سازش کرنا جرم ہے تو اسلام کے خلاف سازش کرنا بھی اس سے کم درجے کا جرم نہیں اور اگر حکومت کے خلاف بغاوت کرنا جرم ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت کرنا بھی اس سے بدتر جرم ہے۔

واللہ یقول الحق وھو یہدی السبیل۔